REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہ الکریم — وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

سیرت نمبر

REGD. NO. P/GDP-3

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

جلد ۲۵ — شمارہ ۱۲

ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری

نائبین:- جاوید اقبال اختر۔ محمد انعام غوری۔

شرح چندہ
سالانہ:- ۱۵ روپے
ششماہی:- ۸ روپے
ممالکِ غیر:- ۳۰ روپے
فی پرچہ:- ۳۰ پیسے

THE WEEKLY BADR QADIAN PIN.143516.

۱۹ ربیع الاول ۱۳۹۶ھ — ۱۸ امان ۱۳۵۵ ہش — ۱۸ مارچ ۱۹۷۶ء

نعتِ رسولِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم

نعتیہ کلام سیدنا حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

يَا لَلْفَتٰى مَا حُسْنُهٗ وَجَمَالُهٗ ۔ رَيَّاهُ يُصْبِي الْقَلْبَ كَالرَّيْحَانِ
وَجْهُ الْمُهَيْمِنِ ظَاهِرٌ فِيْ وَجْهِهٖ ۔ وَشُؤُوْنُهٗ لَمَعَتْ بِهٰذَا الشَّانِ
سُجُحٌ كَرِيْمٌ بَاذِلٌ خِلُّ التُّقٰى ۔ خِرْقٌ وَّفَاقَ طَوَائِفَ الْفِتْيَانِ
لَاشَكَّ اَنَّ مُحَمَّدًا خَيْرُ الْوَرٰى ۔ رِيْقُ الْكِرَامِ وَنُخْبَةُ الْاَعْيَانِ
اِنِّيْ لَقَدْ اُحْيِيْتُ مِنْ اِحْيَاۗءِهٖ ۔ وَاهًا لِاِعْجَازٍ فَمَا اَحْيَانِيْ
يَا حِبِّ اِنَّكَ قَدْ دَخَلْتَ مَحَبَّةً ۔ فِيْ مُهْجَتِيْ وَمَدَارِكِيْ وَجَنَانِ
جِسْمِيْ يَطِيْرُ اِلَيْكَ مِنْ شَوْقٍ عَلَا ۔ يَا لَيْتَ كَانَتْ قُوَّةُ الطَّيَرَانِ
فَلَا وَاللّٰهِ لَسْتُ كَكَافِرِيْنَا ۔ فَدَتْ نَفْسِيْ نَبِيًّا ذَا الْمَقَامِ
وَاَصْبَانِي النَّبِيُّ بِحُسْنِ وَجْهٍ ۔ اَرٰى قَلْبِيْ لَهٗ كَالْمُسْتَهَامِ
وَذِكْرُ الْمُصْطَفٰى رُوْحٌ لِقَلْبِيْ ۔ وَصَارَ لِمُهْجَتِيْ مِثْلَ الطَّعَامِ

(ترجمہ)

(۱) واہ کیا ہی خوبصورت اور خوش شکل وہ نوجوان ہے جس کی خوشبو ریحان کی مانند دل کو شیفتہ کر لیتی ہے ۔
(۲) اُس کے چہرہ سے خدائے مُہیمن کا چہرہ نظر آتا ہے ۔ اور اس کے کام اسی شان کے ساتھ چمکتے ہیں ۔
(۳) وہ خوش خلق معزز سخی، صاحب تقویٰ اور کریم الطبع ہے ۔ اور اپنے خصائل اور اخلاق کی وجہ سے دوسرے نوجوانوں پر فوقیت رکھتا ہے ۔
(۴) بے شک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مخلوقات میں سے بہتر وجود، معزز لوگوں کی رُوح و قوّت اور بڑے لوگوں میں چیدہ فرد ہیں ۔
(۵) یقیناً مَیں آپؐ کے زندہ کرنے سے زندہ ہُوا ہوں ۔ سُبحان اللہ کیا ہی اعجاز ہے ۔ اور آپؐ نے کیا ہی اچھا مجھے زندہ کیا ہے ۔
(۶) اَے میرے پیارے ! تیری محبت میری جان اور حواس اور دِل میں سرایت کر گئی ہے ۔
(۷) میرا جسم غالب شوق کے سبب آپؐ کی طرف اُڑا جاتا ہے ۔ کاش! مجھ میں اُڑنے کی طاقت ہوتی ۔
(۸) پس یہ بات نہیں اور خدا تعالےٰ کی قسم مَیں کافر نہیں ۔ میری جان اس عظیم الشان نبی پر قربان ہے ۔ جو صاحبِ مقامِ محمود ہے ۔
(۹) میرا دِل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حسین چہرہ کے ذریعہ اپنی طرف کھینچ لیا ہے ۔ اور مَیں اپنے دِل کو آپؐ کے لئے پریشان دیکھتا ہُوں ۔
(۱۰) محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر میرے دِل کی رُوح کے طور پر ہے ۔ اور وہ میری جان کیلئے مثل غذا کے ہے ۔

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے جے ہند پرنٹنگ پریس نہرو گارڈن روڈ جالندھر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان (پن ۱۴۳۵۱۶) سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان ۔

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۱۸ ر امان ۱۳۵۵ ہش

تبلیغِ حق کا اہم فریضہ
اور
ہادیٔ کامل صلی اللہ علیہ وسلم کا اُسوۂ حسنہ!

قرآنی وحی نازل ہونے سے قبل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکّہ سے دو تین میل دُور ایک پہاڑی کی چوٹی پر حراء نامی غار میں دن رات عبادتِ الٰہی میں مصروف رہتے۔ جب آپ چالیس سال کے ہوئے تو ایک دن اسی غار میں آپ پر قرآن کریم کی پہلی وحی نازل ہوئی۔ یہ پہلی وحی سورۃ العلق کی پہلی پانچ آیات پر مشتمل تھی۔ دیکھنے میں تو یہ پانچ مختصر سے فقرے ہیں۔ لیکن اپنے وسیع تر معانی و مطالب کے لحاظ سے گویا قرآن کریم کی اُن سب تعلیموں پر حاوی ہیں جو آئندہ چل کر ہادیٔ کامل صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی تھیں۔ اور دُنیا کی اصلاح کا ایک اہم بیج بننے والی تھیں۔ حضورؐ اس نئی ذمہ داری کا احساس کرکے وقتی طور پر کچھ گھبرا گئے۔ گھر آکر حضورؐ نے اپنی غمگسار رفیقۂ حیات حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کو سارا ماجرا سنایا۔ اور فرمایا مَیں ڈرتا ہُوں کہ میرے جیسا کمزور انسان اتنی بڑی ذمہ داری کو ادا کرسکے گا ــــ !؟

بخاری شریف کی روایت کے مطابق حضرت خدیجہؓ نے آپ کی فطری صلاحیتوں اور اوصافِ کریمانہ پر نگاہ کرتے ہوئے نہایت درجہ تسلی آمیز رنگ میں عرض کیا:-

کلّا و اللّٰہ ما یخزیك اللّٰہ ابدًا اِنّك لتصل الرّحم و تحمل الکلّ و تکسب المعدوم وتقری الضّیف و تعین علیٰ نوائب الحقّ۔

"بخدا یہ کلام خدا نے اس لئے آپ پر نازل نہیں کیا کہ آپ ناکام و نامراد ہوں اور خدا آپ کا ساتھ چھوڑ دے ایسا کبھی نہیں ہوگا۔ آپ تو وہ ہیں جو رشتہ داروں کے ساتھ نیک سلوک کرتے ہیں۔ بے کس اور بے مددگار لوگوں کا بوجھ اُٹھاتے ہیں۔ وہ اخلاق جو دُنیا سے ناپید ہوچکے ہیں وہ آپ کی ذات کے ذریعہ دوبارہ قائم ہو رہے ہیں۔ مہمان کی مہمان نوازی آپ کرتے ہیں۔ حقیقی مصیبتوں کے وقت لوگوں کی مدد آپ کرتے ہیں۔ ایسا انسان کبھی ناکام و نامراد نہیں رہ سکتا ـ !!" مزید تسلی دلانے کے لئے آپؓ اپنے چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں۔ جو عیسائی ہوچکے تھے۔ انہوں نے جب ساری بات سُنی تو بے اختیار بول اُٹھے :-

"آپ پر وہی فرشتہ نازل ہُوا ہے جو موسیٰؑ پر نازل ہُوا تھا۔"

اور ساتھ ہی کہا "کاش! میں جوان ہوتا اور مجھ میں پہلے جیسی ہمت اور طاقت ہوتی تو مَیں بھی آنے والے اُن اوقات میں آپ کی بھرپور مدد کرتا۔ جب آپ کی قوم آپ کو وطن سے بے وطن کر دے گی۔" ورقہ کے مُنہ سے قریش کی شدید مخالفت کی بات سُن کر حضورؐ نے ازراہِ تعجب فرمایا اَوَ مُخْرِجِیَّھُمْ؟ کیا ایسا بھی ہونے والا ہے کہ یہ لوگ مجھے اپنے ہی وطن سے نکال دیں گے؟ ورقہ نے کہا: "ہاں! ہاں!! جس قسم کا پیغام آپ سُنا رہے ہیں، جب بھی کوئی برگزیدہ انسان ایسا پیغام لایا، دُنیا والوں نے اس سے ایسا ہی سلوک کیا ـ !!"

حضورؐ کی ۲۳ سالہ باقی زندگی کا ایک ایک دن، ایک ایک ساعت اِس بات کا زندہ ثبوت ہے کہ اگر ایک طرف ورقہ بن نوفل کا اندیشہ درست نکلا اور آپؐ کے اوّل المخاطبین قریشِ مکہ اور پھر جزیرۃ العرب کے باشندوں نے ہر قسم کی مخالفت کی۔ اور ہر ممکن ایذاء رسانی میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ تو دُوسری طرف حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا حضورؐ کی نسبت اندازہ حرف بحرف صحیح اور سچا ثابت ہُوا۔ جب اس طرح کے متخالف احوال وکوائف کے پس منظر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ مقدسہ کا مطالعہ کیا جائے تو ہر صاحبِ دل کے لئے حضورؐ کی حیاتِ طیبہ کے جملہ حالات و واقعات بڑا ہی پُرکیف سماں پیدا کر دیتے ہیں۔ ان میں تبلیغِ حق کے اہم فریضے کی ادائیگی سرِ فہرست ہے ــــ !!

حضورؐ کا اندازِ تبلیغ شروع ہی سے بڑا ملائم، مؤثر اور دلنواز رہا۔ نوعِ انسان کی سچی خیرخواہی پر مشتمل دِل کی گہرائیوں سے نکلی ہوئی ہر بات سیدھی دِلوں میں اُترتی گئی۔ اگر ایک طرف سعادت مند افراد صداقت کو قبول کرلیتے تو دُوسری طرف شریرالنفس اپنے خبثِ باطن کا اظہار کئے بغیر نہ رہتے۔ بلاشبہ آپؐ ایک روشن سُورج تھے۔ جس کی تیز روشنی ہر شخص کے چہرے کے صحیح خدوخال دُنیا کے سامنے رکھ دینے کا باعث ہوجاتی ہے۔

ابتداء میں تین سال تک، تو حضورؐ محدود حلقہ کے لوگوں میں خُفیہ خُفیہ تبلیغ فرماتے رہے۔ سنہ ۴ نبوی کی ابتداء میں فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ اور اَنْذِرْ عَشِیْرَتَكَ الْاَقْرَبِیْنَ کا حکم ہُوا تو کھلے عام تبلیغ شروع کردی۔ آپؐ نے کوہِ صفا پر چڑھ کر وہ تاریخی لیکچر بھی دیا جس میں تمام اہلِ مکہ کو اسلام کی دعوت دی۔ یہی وہ موقعہ تھا جبکہ پہلے تو سب مکہ والوں نے یک زبان ہوکر حضورؐ کی امانت، دیانت اور صدق و سداد کا برملا اعتراف کیا۔ لیکن جب اسلام کے پیغام کو قبول کرلینے کی دعوت پیش کی تو گالیاں دیتے ہوئے چلے گئے۔ اس ایک ہی واقعہ سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ تبلیغِ حق کا کام کس قدر مشکل اور کیسا کٹھن ہے۔ اِسی حقیقت کو حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے نظم کرتے ہوئے بالکل درست فرمایا ہے کہ ؎

دعوتِ ہر ہرزہ گو کچھ خدمتِ آساں نہیں
ہر قدم پر کوہِ ماراں ہر گذر میں دشتِ خار

اگرچہ خاندانی اعتبار سے آپ بڑے ہی محترم و معزز گھرانے کے چشم و چراغ تھے۔ لیکن مخالفینِ حق، اندھی مخالفت میں خاندانی وجاہتوں اور دُوسری لحاظ داریوں کو بھی پھاند گئے ـــ ایک ظالمانہ معاہدہ کے تحت عرصہ اڑھائی تین سال تک آپ کو مع آپ کے جملہ خاندان اور اوّل المسلمین کے شعب ابی طالب میں بند رکھا گیا۔ ہر قسم کی ضروریاتِ زندگی کی اشیاء اُن تک پہنچنی روک دی گئیں۔ مکمل بائیکاٹ رہا۔ مگر آپ نے اور آپ کے جملہ متعلقین نے خُدا کی خاطر ان سب شدائد و مشکلات کو صبر و سکون سے برداشت کیا۔

حضورؐ کے چچا ابوطالب کی زندگی میں تو مخالفین آپ پر ہاتھ اُٹھانے کی جرأت نہ کرسکے۔ لیکن اُن کی وفات کے بعد تو گویا یہ روک بھی باقی نہ رہی۔ گالی گلوچ اور بُرا بھلا کہہ کر ذہنی کوفت پہنچانے کے علاوہ دست درازی تک سے گریز نہ کیا گیا۔ آپ کے رستے میں کانٹے بچھائے جاتے۔ سر پر راکھ ڈالی جاتی۔ خانہ کعبہ میں نماز ادا کرتے وقت ازراہِ شرارت و ایذاء دہی آپ کے سر پر اُونٹ کی گندی اوجھری پھینکی گئی۔ جب حضورؐ مکہ کے بعد دُوسرے نمبر کے شہر طائف میں پیغامِ حق پہنچانے گئے تو وہاں بھی اسی طرح کا سلوک ہُوا۔ ناعاقبت اندیش اوباشوں نے آپؐ پر آوازے کسے، گالیاں دیں اور نبیٔ محترم صلی اللہ علیہ وسلم کو پتھر مار مار کر لہولہان کر دیا۔ جب پہاڑوں کے فرشتہ نے عرض کی، اگر حکم ہو تو طائف کی دائیں بائیں کی دونوں پہاڑیوں کو باہم پیوست کر دوں اور اہلِ طائف اپنے کئے کی سزا پالیں تو رحمتِ مجسّم نے یہی دُعا کی کہ اَللّٰھُمَّ اھْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ۔ اے اللہ! میری قوم کو ہدایت دے، وہ میری پوزیشن کو پہچانتے نہیں ہیں۔

الغرض اس قسم کے تکلیف دِہ حالات میں بھی آپؐ نے اپنے کام کو برابر جاری رکھا۔ نہ تو کسی کا استہزاء آپ کو کبیدہ خاطر کرسکا۔ اور نہ ہی ناعاقبت اندیشوں کی بدزبانی اور ایذاء رسانی آپ کے لئے فریضۂ تبلیغ کی ادائیگی میں سدِّ راہ بن سکی۔ مقامی طور پر انفرادی تبلیغ کے علاوہ حج کے ایّام میں آپ حاجیوں کے کیمپوں میں جاتے۔ ان سے ملاقات کرتے، حق کا پیغام اُن کو بھی سُناتے۔ کوئی بات کو سُن کر خاموش ہو جاتا، کوئی استہزاء کرتا اور کوئی گالی گلوچ سے کام لیتا۔ مگر آپ اپنے کام میں برابر جُتے رہے تا آنکہ اسلام کی تبلیغ مدینہ والوں کے کانوں تک بھی پہنچ گئی۔ حج کے موقعہ پر آئے ہوئے چند سعادتمندوں نے آپؐ کی بات کو توجہ سے سُنا۔ دِلوں میں جگہ دی۔ اِس طرح مکّہ سے اڑھائی تین سو میل دُور حق کی قبولیت کا کرشمہ ظاہر ہُوا۔ رفتہ رفتہ ایمان لانے والوں کی تعداد بڑھنے لگی۔ حضورؐ نے اُن کی تعلیم و تربیت کے لئے وہاں نقیب مقرر فرما دیئے۔

اِدھر مکّہ میں روز بروز مخالفت بڑھتی گئی۔ حلقہ بگوشِ اسلام ہونے والوں کو منکروں کے مظالم کا تختۂ مشق بننا پڑا۔ اسلام لانے والے غُلاموں کی حالت تو خاص طور پر قابلِ رحم تھی۔ اُن کے مالک بوجہ تبدیلیٔ عقیدہ ہر قسم کے ظلم اُن پر توڑتے۔ اُنہیں دہکتے کوئلوں پر لٹاتے، تپتی ریت پر لٹا کر اُن کے جسموں پر چڑھ جاتے۔ کھردرے پتھروں پر گھسیٹتے۔ اور مار پیٹ تو روز کا معمول بنا ہُوا تھا۔ غلاموں کے علاوہ مکّہ کے آزاد مسلمان شہری بھی قریش کے غیظ و غضب اور دست درازی سے بچے ہوئے نہ تھے۔ پے درپے مظالم سے تنگ آکر کچھ مسلمان حبشہ کی طرف ہجرت کرجانے پر مجبور ہوگئے۔ لیکن مخالفین نے سمندر پار بھی اُن کا پیچھا کیا۔ اور مسلمانوں کے خلاف شاہِ حبشہ کے کان بھرے۔ مگر شاہ سے صاف جواب پاکر ناکام لوٹے۔ اس کے باوجود تبلیغِ حق کا سلسلہ برابر جاری رہا۔ اور انتہائی تکلیف دِہ حالات میں آپؐ نے اور آپؐ کے صحابہؓ نے پورے تیرہ سال بڑی ہی مظلومیت میں گزارے۔

(آگے ملاحظہ ہو صفحہ ۱۹ پر)

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۱۶ ر امان (مارچ) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق مورخہ ۶ ر مارچ تک کی اطلاع مظہر ہے کہ "طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے الحمد للّٰہ۔" احباب اپنے محبوب امام ہمام کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر اور مقاصدِ عالیہ میں فائز المرامی کے لئے دردِ دل سے دُعائیں جاری رکھیں۔

قادیان ۱۶ ر امان (مارچ) ربوہ سے آمدہ تازہ اطلاع مظہر ہے کہ ربوہ میں محترم صاحبزادہ مرزا نعیم احمد صاحب کی صاحبزادی عزیزہ امۃ العلیم سلمہا اللہ کے نکاح کا اعلان ۹ ر مارچ کو ہُوا اور بتاریخ ۱۳ ر مارچ رخصتانہ کی تقریب عمل میں آئی اور اگلے روز ۱۴ ر مارچ کو ولیمہ ہُوا۔ خدا تعالیٰ اس رشتہ کو خاندانِ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور ساری جماعت کیلئے ہر طرح موجبِ صد برکات بنائے آمین۔ محترم صاحبزادہ صاحب مع اہل و عیال ربوہ میں بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔

قادیان ۱۶ ر مارچ۔ ربوہ سے یہ بھی پُرمسرت اطلاع موصول ہوئی ہے کہ ۱۳/۱۲ مارچ کی درمیانی رات اللہ تعالیٰ نے حضورِ انور ایدہ اللہ کو پوتا عطا فرمایا ہے۔ جو صاحبزادہ مرزا لقمان احمد صاحب کا بیٹا ہے۔ حضور نے نومولود کا نام رضوان احمد تجویز فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ عمر دراز عطا کرے اور خادمِ دین بنائے۔ آمین۔

اطاعتِ رسُول صلّی اللہ علیہ وسلّم محبّتِ الٰہی کے حصُول کا واحد ذریعہ ہے

ملفوظاتِ عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعُود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام

(۱)

"رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ایک کامل نمونہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے اور محبوبِ الٰہی بننے کا ہے۔ اس لئے اللہ تعالےٰ نے صاف الفاظ میں فرمایا کہ قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ یَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ۔ یعنی اُن سے کہہ دو کہ تم اگر چاہتے ہو کہ محبوبِ الٰہی بن جاؤ اور تمہارے گناہ بخش دیئے جائیں تو اس کی ایک ہی راہ ہے کہ میری اطاعت کرو۔"

(الحکم ۲۴ رجنوری سنہ ۱۹۰۱ء ص۲)

"سعادتِ عظمیٰ کے حصُول کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک ہی راہ رکھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی اطاعت کی جاوے۔ جیسا کہ اس آیت میں صاف فرما دیا قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ۔ یعنی آؤ، میری پیروی کرو تاکہ اللہ بھی تم کو دوست رکھے۔"

(الحکم ۲۴ رجنوری سنہ ۱۹۰۱ء ص۲)

"محبوبیّت اور قبولیّت اور ولایتِ حقّہ کا درجہ ..... بجُز اتباع آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ہرگز حاصل نہیں ہوسکتا۔ اور سچے متّبع کے مقابل پر اگر کوئی عیسائی یا آریہ یا یہودی قبولیّت کے آثار و انوار دِکھلانا چاہے تو یہ اس کے لئے ہرگز ممکن نہ ہوگا۔"

(ایک عیسائی کے تین سوالات اور اُن کے جواب ص۴۷)

"اللہ تعالےٰ کی محبّت کامل طور پر انسان اپنے اندر پیدا نہیں کر سکتا جب تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کے اخلاق اور طرزِ عمل کو اپنا رہبر اور ہادی نہ بنا لے۔ چنانچہ خود اللہ تعالےٰ نے اس کی بابت فرمایا ہے، قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ۔"

(الحکم ۳۱ رجولائی سنہ ۱۹۰۲ء ص۸)

"خُدا کے محبُوب بننے کے واسطے صرف رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی پیروی ہی ایک راہ ہے اور کوئی دوسری راہ نہیں کہ تم کو خدا سے مِلا دے۔ انسان کا مدّعا صرف اس ایک واحد لاشریک خدا کی تلاش ہونا چاہیئے۔ شرک اور بدعت سے اجتناب کرنا چاہیئے۔ رسُوم کا تابع اور ہوا و ہوس کا مطیع نہ بننا چاہیئے۔ دیکھو میں پھر کہتا ہوں کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی سچّی راہ کے سِوا اور کسی طرح انسان کامیاب نہیں ہوسکتا۔ ہمارا صرف ایک ہی رسُول ہے۔ اور صرف ایک ہی قرآن شریف اس رسُولؐ پر نازل ہوا ہے جس کی تابعداری سے ہم خدا کو پا سکتے ہیں۔"

(الحکم ۱۰ رمارچ سنہ ۱۹۰۳ء ص۸)

"آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کے فیوض و برکات کا آفتاب ہمیشہ چمکتا ہے۔ اور سعادت مندوں کو فائدہ پہنچا رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ۔ یعنی اُن کو کہہ دو کہ اگر تم چاہتے ہو کہ اللہ تعالےٰ کے محبُوب بن جاؤ تو میری اطاعت کرو۔ اللہ تعالےٰ تم سے محبت کرے گا۔ آپؐ کی سچّی اطاعت اور اتّباع انسانوں کو اللہ تعالیٰ کا محبُوب بنا دیتی ہے۔ اور گُناہوں کی بخشش کا ذریعہ ہوتی ہے۔"

(الحکم ۳۱ رمئی سنہ ۱۹۰۳ء ص۱)

(۲)

"میں سچ کہتا ہوں اور خدا تعالےٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اور میری جماعت مُسلمان ہے۔ اور وہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم اور قرآن کریم پر اسی طرح ایمان لاتی ہے جس طرح پر ایک سچے مُسلمان کو لانا چاہیئے۔ میں ایک ذرّہ بھی اسلام سے باہر قدم رکھنا ہلاکت کا موجب یقین کرتا ہوں۔ اور میرا یہی مذہب ہے کہ جس قدر فیوض اور برکات کوئی شخص حاصل کر سکتا ہے اور جس قدر تقرّب الی اللہ پا سکتا ہے، وہ صرف صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی سچّی اطاعت اور کامل محبت سے پا سکتا ہے۔ ورنہ نہیں۔ آپؐ کے سوا اب کوئی راہ نیکی کی نہیں۔"

(الحکم ۱۷ رستمبر سنہ ۱۹۰۶ء ص۳)

"میں کھول کر کہتا ہوں اور یہی میرا عقیدہ اور مذہب ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے اتباع اور نقشِ قدم پر چلنے کے بغیر انسان کوئی رُوحانی فیض اور فضل حاصل نہیں کر سکتا۔"

(الحکم ۲۴ رستمبر سنہ ۱۹۰۶ء ص۸)

"رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم کی اطاعت کو خدا تعالےٰ کی محبّت کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔ بغیر اس کے یہ مقام مل ہی نہیں سکتا۔"

(الحکم ۲۴ رجنوری سنہ ۱۹۰۷ء ص۱۵)

"میں اپنے سچے اور کامل علم سے جانتا ہوں کہ کوئی انسان بجُز پیروی اس نبی صلے اللہ علیہ وسلّم کے خُدا تک نہیں پہنچ سکتا۔ اور نہ معرفتِ کاملہ کا حصّہ پا سکتا ہے۔

اور میں اس جگہ یہ بھی بتلاتا ہُوں کہ وہ کیا چیز ہے کہ سچّی اور کامل پیروی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے بعد سب باتوں سے پہلے دِل میں پیدا ہوتی ہے۔ سو یاد رہے کہ وہ قلبِ سلیم ہے۔ یعنی دِل سے دُنیا کی محبت نِکل جاتی ہے۔ اور دِل ایک ابدی اور لازوال لذّت کا طالب ہوجاتا ہے۔ پھر بعد اس کے ایک مصفّیٰ اور کامل محبتِ الٰہی بباعث اِس قلبِ سلیم کے حاصِل ہوتی ہے۔ اور یہ سب نعمتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی پیروی سے بطور وراثت ملتی ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ خود فرماتا ہے قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ۔ یعنی اُن کو کہہ دے کہ اگر تم خدا سے محبّت کرتے ہو تو آؤ میری پیروی کرو۔ تا خدا بھی تم سے محبّت کرے۔"

(حقیقۃ الوحی ص۶۲)

(۳)

"میرا ذاتی تجربہ ہے کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی سچّے دل سے پیروی کرنا اور آپؐ سے محبّت رکھنا انجام کار انسان کو خدا کا پیارا بنا دیتا ہے۔ اِس طرح پر کہ خود اُس کے دِل میں محبّتِ الٰہی کی ایک سوزش پیدا کر دیتا ہے۔ تب ایسا شخص ہر ایک چیز سے دِل برداشتہ ہو کر خدا کی طرف جُھک جاتا ہے۔ اور اُس کا اُنس اور شوق صرف خدا تعالےٰ سے باقی رہ جاتا ہے۔ تب محبّتِ الٰہی کی ایک خاص تجلّی اس پر پڑتی ہے اور اس کو ایک پُورا رنگ عشق اور محبّت کا دے کر قوی جذبہ کے ساتھ اپنی طرف کھینچ لیتی ہے۔ تب جذباتِ نفسانیہ پر وہ غالب آجاتا ہے۔ اور اُس کی تائید اور نصُرت میں ہر ایک پہلو سے خدا تعالےٰ کے خارقِ عادت افعال نشانوں کے رنگ میں ظاہر ہوتے ہیں۔"

(حقیقۃ الوحی ص۶۵)

"گناہوں کی مغفرت اور خدا تعالیٰ کا پیار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے سے وابستہ ہے۔ اور جو لوگ ایمان نہیں لاتے وہ کافر ہیں۔"

(حقیقۃ الوحی ص۱۲۵)

"کُل انبیاء، اولیاء، اتقیاء اور صالحین کا ایک یہ مجموعی مسئلہ ہے کہ پاک کرنا خدا کا کام ہے۔ اور خدا کے اس فضل کے جذب کے واسطے اتباعِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ازبس ضروری اور لازمی ہے جیسا کہ فرماتا ہے کہ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ۔"

(الحکم ۱۰؍مئی ۱۹۰۸ء ص۲)

(۴)

"میں بڑے یقین اور دعویٰ سے کہتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کمالاتِ نبوت ختم ہو گئے۔ وہ شخص جھوٹا اور مفتری ہے جو آپ کے خلاف کسی سلسلہ کو قائم کرتا ہے۔ اور آپ کی نبوت سے الگ ہو کر کوئی صداقت پیش کرتا ہے۔ اور چشمۂ نبوت کو چھوڑتا ہے۔ میں کھول کر کہتا ہوں کہ وہ شخص لعنتی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا آپ کے بعد کسی اور کو نبی یقین کرتا اور آپ کی ختمِ نبوت توڑتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کوئی ایسا نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہیں آسکتا جس کے پاس وہی مُہرِ نبوتِ محمدی نہ ہو۔ ہمارے مخالف الرائے مسلمانوں نے یہی غلطی کھائی ہے کہ وہ ختمِ نبوت کو توڑ کر اسرائیلی نبی کو آسمان سے اُتارتے ہیں۔ اور میں یہ کہتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوتِ قدسی اور آپ کی ابدی نبوت کا یہ ادنیٰ کرشمہ ہے کہ تیرہ سو سال کے بعد بھی آپ ہی کی تربیت اور تعلیم سے مسیح موعود آپ کی اُمّت میں وہی مُہرِ نبوت لے کر آتا ہے۔ اگر یہ عقیدہ کفر ہے تو میں اس کفر کو عزیز رکھتا ہوں۔ لیکن یہ لوگ جن کی عقلیں تاریک ہو گئی ہیں جن کو نورِ نبوت سے حصہ نہیں دیا گیا۔ اس کو سمجھ نہیں سکتے۔ اور اس کو کفر قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ یہ وہ بات ہے جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال اور آپ کی زندگی کا ثبوت ہوتا ہے۔"

(الحکم ۱۰؍جون ۱۹۰۵ء ص۲)

"شریعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی پر نبی کا لفظ کا اطلاق بھی جائز نہیں جب تک اس کو اُمّتی بھی نہ کہا جائے۔ جس کے معنے یہ ہیں کہ ہر ایک انعام اس نے آنحضرت کی پیروی سے پایا ہے نہ براہِ راست۔"

(تجلیاتِ الٰہیہ ص۵ حاشیہ)

(۵)

"اُس نے مجھے بھی اپنے مکالمہ مخاطبہ کا شرف بخشا۔ مگر یہ شرف مجھے محض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے حاصل ہوا۔ اگر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت نہ ہوتا اور آپ کی پیروی نہ کرتا تو اگر دنیا کے تمام پہاڑوں کے برابر میرے اعمال ہوتے تو پھر بھی میں کبھی یہ شرفِ مکالمہ مخاطبہ ہرگز نہ پاتا۔ کیونکہ اب بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں۔ شریعت والا نبی کوئی نہیں آسکتا۔ اور بغیر شریعت کے نبی ہو سکتا ہے مگر وہی جو پہلے اُمّتی ہو۔ پس اس بناء پر میں اُمّتی بھی ہوں اور نبی بھی اور میری نبوت یعنی مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا ایک ظل ہے۔ اور بجز اس کے میری نبوت کچھ بھی نہیں۔ وہی نبوتِ محمدیہ ہے جو مجھ پر ظاہر ہوئی ہے۔ اور چونکہ میں محض ظل ہوں اور اُمّتی ہوں، اس لئے آنجنابؐ کی اس سے کچھ کسرِ شان نہیں۔"

(تجلیاتِ الٰہیہ ص۱۲-۱۳)

"اللہ جل شانہٗ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صاحبِ خاتم بنایا۔ یعنی آپ کو افاضۂ کمال کے لئے مُہر دی۔ جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی۔ اسی وجہ سے آپ کا نام خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ ٹھہرا۔ یعنی آپ کی پیروی کمالاتِ نبوت بخشتی ہے۔ اور آپ کی توجہِ رُوحانی نبی تراش ہے۔ اور یہ قوتِ قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی۔"

(حقیقۃ الوحی ص۹۷ حاشیہ)

(۶)

"میں نے محض خدا کے فضل سے نہ اپنے کسی ہنر سے اس نعمت سے کامل حصہ پایا ہے جو مجھ سے پہلے نبیوں اور رسولوں اور خدا کے برگزیدوں کو دی گئی تھی۔ اور میرے لئے اس نعمت کا پانا ممکن نہ تھا اگر میں اپنے سیّد و مولیٰ فخر الانبیاء اور خیر الوریٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے راہوں کی پیروی نہ کرتا۔ سو میں نے جو کچھ پایا اس پیروی سے پایا۔ اور میں اپنے سچے اور کامل علم سے جانتا ہوں کہ کوئی انسان بجز پیروی اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا تک نہیں پہنچ سکتا اور نہ معرفتِ کاملہ کا حصہ پا سکتا ہے۔"

(حقیقۃ الوحی ص۶۲)

"میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں ایک عجیب خاصیت دیکھی ہے جو کسی مذہب میں وہ خاصیت اور طاقت نہیں اور وہ یہ کہ سچا پیرو اس کا مقاماتِ ولایت تک پہنچ جاتا ہے۔ خدا اُس کو نہ صرف اپنے قول سے مشرّف کرتا ہے بلکہ اپنے فعل سے اُس کو دکھلاتا ہے کہ میں وہی خدا ہوں جس نے زمین و آسمان کو پیدا کیا۔ تب اُس کا ایمان بلندی میں دُور دُور تک ستاروں سے بھی آگے گزر جاتا ہے۔"

(چشمۂ معرفت (خاتمہ) ص۶)

(۷)

"میں جوان تھا اور اب بوڑھا ہو گیا ہوں۔ مگر میں اپنے ابتدائی زمانہ سے ہی اس بات کا گواہ ہوں۔ کہ وہ خدا جو ہمیشہ پوشیدہ چلا آیا ہے وہ اسلام کی پیروی سے اپنے تئیں ظاہر کرتا ہے۔ اگر کوئی قرآن شریف کی سچی پیروی کرے اور کتاب اللہ کے منشاء کے موافق اپنی اصلاح کی طرف مشغول ہو اور اپنی زندگی نہ دنیاداروں کے رنگ میں بلکہ خادمِ دین کے طور پر بنا دے اور اپنے تئیں خدا کی راہ میں وقف کر دے اور اُس کے رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھے اور اپنی خود نمائی اور تکبر اور عجب سے پاک ہو اور خدا کے جلال اور عظمت کا ظہور چاہے۔ نہ یہ کہ اپنا ظہور چاہے۔ اور اس راہ میں خاک میں مل جائے تو آخری نتیجہ اس کا یہ ہوتا ہے کہ مکالماتِ الٰہیہ عربی فصیح بلیغ میں اس سے شروع ہو جاتے ہیں۔ اور وہ کلام لذیذ اور باشوکت ہوتا ہے جو خدا کی طرف سے نازل ہوتا ہے۔ حدیث النفس نہیں ہوتا۔"

(چشمۂ معرفت ص۳۰۰)

"اس میں شک نہیں کہ توحید اور خدادانی کی متاع رسول کے دامن سے ہی دنیا کو ملتی ہے۔ بغیر اس کے ہرگز نہیں مل سکتی۔ اور اس امر میں سب سے اعلیٰ نمونہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دکھایا کہ ایک قوم جو نجاست پر بیٹھی ہوئی تھی اُن کو نجاست سے اُٹھا کر گلزار میں پہنچا دیا۔ اور وہ جو رُوحانی بھوک اور پیاس سے مرنے لگے تھے اُن کے آگے رُوحانی اعلیٰ غذائیں اور شیریں شربت رکھ دیئے۔ اُن کو وحشیانہ حالت سے انسان بنایا۔ پھر معمولی انسان سے مہذب انسان بنایا۔ پھر مہذب انسان سے کامل انسان بنایا۔ اور اس قدر اُن کے لئے نشان ظاہر کئے کہ اُن کو خدا دکھلا دیا۔ اور اُن میں ایسی تبدیلی پیدا کر دی کہ اُنہوں نے فرشتوں سے ہاتھ جا ملائے۔ یہ تاثیر کسی اور نبی سے اپنی اُمّت کی نسبت ظہور میں نہ آئی۔ کیونکہ اُن کے صحبت یاب ناقص رہے پس میں ہمیشہ تعجب کی نگاہ سے دیکھتا ہوں کہ یہ عربی نبی جس کا نام محمد ہے (ہزار ہزار درود اور سلام اس پر) یہ کس عالی مرتبہ کا نبی ہے۔ اس کے عالی مقام کا انتہا معلوم نہیں ہو سکتا۔ اور اس کی تاثیرِ قدسی کا اندازہ کرنا انسان کا کام نہیں۔"

(حقیقۃ الوحی ص۱۱۵)

تبرکات

(۱)

ہجرت مدینہ کے وقت

سراقہ کا تعاقب اور اس کے متعلق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ایک پیشگوئی

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ

جب مکہ والے آپؐ کی تلاش میں ناکام رہے تو انہوں نے اعلان کر دیا کہ جو کوئی محمدؐ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) یا ابوبکرؓ کو زندہ یا مردہ واپس لے آئے گا تو اس کو سو اونٹنی انعام دی جائے گی۔ اور اس اعلان کی خبر مکہ کے اردگرد کے قبائل کو بھجوادی گئی۔ چنانچہ سراقہ بن مالک ایک بدوی رئیس اس انعام کے لالچ میں آپؐ کے پیچھے روانہ ہوا۔ تلاش کرتے کرتے اس نے مدینہ کی سڑک پر آپ کو جالیا۔ جب اس نے دو اونٹنیوں اور اس کے سواروں کو دیکھا اور سمجھ لیا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے ساتھی ہیں تو اس نے اپنا گھوڑا ان کے پیچھے دوڑایا۔ مگر راستہ میں گھوڑے نے زور سے ٹھوکر کھائی اور سراقہ گر گیا۔ سراقہ بعد میں مسلمان ہو گیا تھا۔ وہ اپنا واقعہ خود اس طرح بیان کرتا ہے:۔

جب میں گھوڑے سے گرا تو میں نے عربوں کے دستور کے مطابق اپنے تیروں سے فال نکالی اور فال بری نکلی۔ مگر انعام کے لالچ کی وجہ سے میں پھر گھوڑے پر سوار ہو کر پیچھے دوڑا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم وقار کے ساتھ اپنی اونٹنی پر سوار چلے جا رہے تھے۔ انہوں نے مڑ کر مجھے نہیں دیکھا لیکن حضرت ابوبکرؓ (اس ڈر سے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی گزند نہ پہنچے) بار بار منہ پھیر کر مجھے دیکھتے تھے۔ جب دوسری دفعہ میں ان کے قریب پہنچا تو پھر میرے گھوڑے نے زور سے ٹھوکر کھائی اور میں گر گیا۔ اس پر میں نے پھر اپنے تیروں سے فال لی۔ اور فال خراب نکلی۔ میں نے دیکھا کہ ریت میں گھوڑے کے پاؤں اتنے دھنس گئے کہ ان کا نکالنا مشکل ہو رہا تھا۔ تب میں نے سمجھا کہ یہ لوگ خدا کی حفاظت میں ہیں۔ اور میں نے انہیں آواز دی کہ ٹھہرو اور میری بات سنو! جب وہ لوگ میرے پاس آئے تو میں نے انہیں بتایا کہ میں اس ارادہ سے یہاں آیا تھا۔ مگر اب میں نے اپنا ارادہ بدل دیا ہے۔ اور اب واپس جا رہا ہوں کیونکہ مجھے یقین ہو گیا ہے کہ خدا تعالیٰ آپ لوگوں کے ساتھ ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”بہت اچھا“ جاؤ۔ مگر دیکھو کسی کو ہمارے متعلق خبر نہ دینا۔ اس وقت میرے دل میں خیال آیا کہ چونکہ یہ شخص سچا معلوم ہوتا ہے، اس لئے ضرور ہے کہ ایک دن کامیاب ہو۔ اس خیال کے آنے پر میں نے درخواست کی کہ جب آپؐ کو غلبہ حاصل ہوگا اس زمانہ کے لئے مجھ کو کوئی امن کا پروانہ لکھ دیں۔ آپ نے عامر بن فہیرہ حضرت ابوبکرؓ کے خادم کو ارشاد فرمایا کہ اسے امن کا پروانہ لکھ دیا جائے۔ چنانچہ انہوں نے امن کا پروانہ لکھ دیا۔ جب سراقہ لوٹنے لگا تو معاً اللہ تعالیٰ نے سراقہ کے آئندہ حالات آپ پر غیب سے ظاہر فرما دیئے۔ اور ان کے مطابق آپ نے اسے فرمایا ”سراقہ! اس وقت تیرا کیا حال ہوگا جب تیرے ہاتھوں میں کسریٰ کے کنگن ہوں گے۔ سراقہ نے حیران ہو کر پوچھا کسریٰ بن ہرمز شہنشاہِ ایران کے؟ آپؐ نے فرمایا ”ہاں“۔ آپؐ کی یہ پیشگوئی کوئی سولہ سترہ سال کے بعد جا کر لفظ بلفظ پوری ہوئی سراقہ مسلمان ہو کر مدینہ آ گیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد پہلے حضرت ابوبکرؓ پھر حضرت عمرؓ خلیفہ ہوئے اسلام کی بڑھتی ہوئی شان دیکھکر ایرانیوں نے مسلمانوں پر حملے شروع کر دیئے۔ اور بجائے اسلام کو کچلنے کے خود اسلام کے مقابلے میں کچلے گئے۔ کسریٰ کا دار الامارہ اسلامی فوجوں کے گھوڑوں کی ٹاپوں سے پامال ہوا اور ایران کے خزانے مسلمانوں کے قبضہ میں آئے۔ جو مال اس ایرانی حکومت کا اسلامی فوجوں کے قبضہ میں آیا، اس میں وہ کڑے بھی تھے جو کسریٰ ایرانی دستور کے مطابق تخت پر بیٹھتے وقت پہنا کرتا تھا۔ سراقہ مسلمان ہونے کے بعد اپنے اس واقعہ کو جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے وقت اسے پیش آیا تھا نہایت فخر کے ساتھ مسلمانوں کو سنایا کرتا تھا۔ اور مسلمان اس بات سے آگاہ تھے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے مخاطب کر کے فرمایا تھا، سراقہ! اس وقت تیرا کیا حال ہوگا جب تیرے ہاتھ میں کسریٰ کے کنگن ہوں گے۔ حضرت عمرؓ کے سامنے جب اموالِ غنیمت لا کر رکھے گئے اور ان میں انہوں نے کسریٰ کے کنگن دیکھے تو سب نقشہ آپ کی آنکھوں کے سامنے پھر گیا۔ وہ کمزوری اور ضعف کا وقت جب خدا کے رسول کو اپنا وطن چھوڑ کر مدینہ آنا پڑا تھا۔ وہ سراقہ اور دوسرے آدمیوں کا آپؐ کے پیچھے اس لئے گھوڑے دوڑانا کہ آپؐ کو مار کر یا زندہ کسی صورت میں بھی مکہ والوں تک پہنچا دیں۔ تو وہ سو اونٹوں کے مالک ہو جائیں گے اور اس وقت آپؐ کا سراقہ سے یہ کہنا کہ سراقہ! اس وقت تیرا کیا حال ہوگا جب تیرے ہاتھوں میں کسریٰ کے کنگن ہوں گے، کتنی بڑی پیشگوئی تھی۔ کتنا مصفّیٰ غیب تھا۔ حضرت عمرؓ نے اپنے سامنے کسریٰ کے کنگن دیکھے تو خدا کی قدرت ان کی آنکھوں کے سامنے پھر گئی۔ انہوں نے کہا سراقہ کو بلاؤ۔ سراقہ بلائے گئے تو حضرت عمرؓ نے انہیں حکم دیا کہ وہ کسریٰ کے کنگن اپنے ہاتھوں میں پہنیں۔ سراقہ نے کہا اے خدا کے رسولؐ کے خلیفہ! سونا پہننا تو مسلمانوں کے لئے منع ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا ”ہاں منع ہے مگر ان موقعوں کے لئے نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمہارے ہاتھ میں سونے کے کنگن دکھائے تھے۔ یا تو تم یہ کنگن پہنو گے یا میں تمہیں سزا دوں گا۔ سراقہ کا اعتراض تو محض شریعت کے مسئلہ کی وجہ سے تھا۔ ورنہ وہ خود بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کو پورا ہوتے دیکھنے کا خواہشمند تھا۔ سراقہ نے وہ کنگن اپنے ہاتھ میں پہن لئے۔ اور مسلمانوں نے اس عظیم الشان پیشگوئی کو پورا ہوتے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ مکہ سے بھاگ کر نکلنے والا رسولؐ اب دنیا کا بادشاہ تھا۔ وہ خود اس دنیا میں موجود نہیں تھا۔ مگر اسلام کے غلام اس کی پیشگوئیوں کو پورا ہوتے دیکھ رہے تھے ۔ (نبیوں کا سردار صفحہ ۷۷ تا ۸۱)

(۲) حجۃ الوداع کے موقعہ پر
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک تاریخی خطبہ

نویں سال ہجری میں آپ نے مکہ کا حج فرمایا۔ اور اُس دن آپ پر قرآن شریف کی یہ مشہور آیت نازل ہوئی کہ "اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔" (سورۃ مائدہ ع۱) یعنی آج میں نے تمہارے دین کو تمہارے لئے مکمل کر دیا ہے۔ اور جتنے رُوحانی انعامات خدا تعالیٰ کی طرف سے بندوں پر نازل ہوسکتے ہیں وہ سب میں نے تمہاری اُمّت کو بخش دیئے ہیں۔ اور اس بات کا فیصلہ کر دیا ہے کہ تمہارا دین خالص اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر مبنی ہو۔

یہ آیت آپ نے مُزدلفہ کے میدان میں جبکہ حج کے لئے لوگ جمع ہوتے ہیں، سب لوگوں کے سامنے باآوازِ بلند پڑھ کر سُنائی۔ مُزدلفہ سے لوٹنے پر حج کے قواعد کے مطابق آپ مِنیٰ میں ٹھہرے اور گیارھویں ذوالحجہ کو آپ نے تمام مسلمانوں کے سامنے کھڑے ہوکر ایک تقریر کی جس کا مضمون یہ تھا:-

"اے لوگو! میری بات کو اچھی طرح سُنو۔ کیونکہ میں نہیں جانتا کہ اس سال کے بعد کبھی بھی میں تم لوگوں کے درمیان اس میدان میں کھڑے ہوکر کوئی تقریر کروں گا۔ تمہاری جانوں اور تمہارے مالوں کو خدا تعالیٰ نے ایک دُوسرے کے حملہ سے قیامت تک کیلئے محفوظ قرار دیا ہے۔ خدا تعالیٰ نے ہر شخص کے لئے وراثت میں اس کا حصّہ مقرر کر دیا ہے۔ کوئی وصیّت ایسی جائز نہیں جو دوسرے وارث کے حق کو نقصان پہنچائے۔ جو بچہ جس کے گھر میں پیدا ہو وہ اس کا سمجھا جائے گا۔ اور اگر کوئی بدکاری کی بناء پر اس بچّہ کا دعویٰ کریگا تو وہ خود شرعی سزا کا مستحق ہوگا۔ جو شخص کسی کے باپ کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرتا ہے یا کسی کو جھُوٹے طَور پر اپنا آقا قرار دیتا ہے۔ خدا اور اُس کے فرشتوں اور بنی نوعِ انسان کی لعنت اُس پر ہے۔ اے لوگو! تمہارے کچھ حق تمہاری بیویوں پر ہیں اور تمہاری بیویوں کے کچھ حق تم پر ہیں۔ اُن پر تمہارا حق یہ ہے کہ وہ عفّت کی زندگی بسر کریں۔ اور ایسی کمینگی کا طریق اختیار نہ کریں جس سے خاوندوں کی قوم میں بے عزّتی ہو۔ اگر وہ ایسا کریں تو تم (جیسا کہ قرآن کریم کی ہدایت ہے کہ باقاعدہ تحقیق اور عدالتی فیصلہ کے بعد ایسا کیا جاسکتا ہے) انہیں سزا دے سکتے ہو۔ مگر اس میں بھی سختی نہ کرنا۔ لیکن اگر وہ کوئی ایسی حرکت نہیں کرتیں جو خاندان اور خاوند کی عزّت کو بٹہ لگانے والی ہو تو تمہارا کام ہے کہ تم اپنی حیثیت کے مطابق اُن کی خوراک اور لباس وغیرہ کا انتظام کرو۔ اور یاد رکھو کہ ہمیشہ اپنی بیویوں سے اچھا سلوک کرنا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے اُن کی نگہداشت تمہارے سپرد کی ہے۔ عورت کمزور وجُود ہوتی ہے۔ اور وہ اپنے حقوق کی خود حفاظت نہیں کر سکتی۔ تم نے جب اُن کے ساتھ شادی کی تو خدا تعالیٰ کو اُن کے حقوق کا ضامن بنایا تھا۔ اور خدا تعالیٰ کے قانون کے ماتحت تم اُن کو اپنے گھروں میں لائے تھے۔ (پس خدا تعالیٰ کی ضمانت کی تحقیر نہ کرنا۔ اور عورتوں کے حقوق کے ادا کرنے کا ہمیشہ خیال رکھنا۔) اَے لوگو! تمہارے ہاتھوں میں ابھی کچھ جنگی قیدی بھی باقی ہیں۔ میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ اُن کو وہی کھلانا جو تم خود کھاتے ہو۔ اور ان کو وہی پہنانا جو تم خود پہنتے ہو۔ اگر اُن سے کوئی ایسا قصُور ہو جائے جو تم معاف نہیں کر سکتے تو اُن کو کسی اَور کے پاس فروخت کر دو۔ کیونکہ وہ خدا کے بندے ہیں۔ اور اُن کو تکلیف دینا کسی صُورت میں بھی جائز نہیں۔ اَے لوگو! جو کچھ میں تم سے کہتا ہُوں سُنو اور اچھی طرح اس کو یاد رکھو۔ ہر مُسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔ تم سب ایک ہی درجہ کے ہو۔ تم تمام انسان خواہ کسی قوم اور کسی حیثیت کے ہو۔ انسان ہونے کے لحاظ سے ایک درجہ رکھتے ہو۔ یہ کہتے ہوئے آپ نے اپنے دونوں ہاتھ اُٹھائے اور دونوں ہاتھوں کی اُنگلیاں مِلا دیں۔ اور کہا جس طرح دونوں ہاتھوں کی اُنگلیاں آپس میں برابر ہیں، اسی طرح تم بنی نوعِ انسان آپس میں برابر ہو۔ تمہیں ایک دوسرے پر فضیلت اور درجہ ظاہر کرنے کا کوئی حق نہیں۔ تم آپس میں بھائیوں کی طرح ہو۔ پھر فرمایا کیا تمہیں معلوم ہے آج کونسا مہینہ ہے؟ کیا تمہیں معلوم ہے یہ علاقہ کونسا ہے؟ کیا تمہیں معلوم ہے یہ دِن کونسا ہے؟ لوگوں نے کہا ہاں! یہ مقدّس مہینہ ہے۔ یہ مقدّس علاقہ ہے اور یہ حج کا دِن ہے۔ ہر جواب پر رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے، جس طرح یہ مہینہ مقدس ہے، اسی طرح یہ علاقہ مقدس ہے جس طرح یہ دن مقدس ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کی جان اور اس کے مال کو مقدس قرار دیا ہے۔ اور کسی کی جان اور کسی کے مال پر حملہ کرنا ایسا ہی ناجائز ہے جیسے کہ اس مہینہ، اِس علاقہ اور اس دن کی ہتک کرنا۔ یہ حکم آج کے لئے نہیں، کل کے لئے نہیں بلکہ اُس دِن تک کے لئے ہے کہ تم خُدا سے جاکر ملو۔ پھر فرمایا۔ یہ باتیں جو میں تم سے آج کہتا ہوں اُن کو دُنیا کے کناروں تک پہنچا دو۔ کیونکہ ممکن ہے کہ جو لوگ آج مجھ سے سُن رہے ہیں ان کی نسبت وہ لوگ ان پر زیادہ عمل کریں جو مجھ سے نہیں سُن رہے۔"

یہ مختصر خطبہ بتاتا ہے کہ رسُولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بنی نوعِ انسان کی بہتری اور اُن کا امن کیسا مدِّنظر تھا۔ اور عورتوں اور کمزوروں کے حقوق کا آپ کو کیسا خیال تھا۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم محسوس کر رہے تھے اب موت قریب آرہی ہے۔ شاید اللہ تعالیٰ آپ کو بتا چکا تھا کہ اب آپ کی زندگی کے دِن تھوڑے رہ گئے ہیں۔ آپ نے نہ چاہا کہ وہ عورتیں جو انسانی پیدائش کے شروع سے مردوں کی غلام قرار دی جاتی تھیں، اُن کے حقوق کو محفوظ کرنے کا حکم دینے سے پہلے آپ اِس دُنیا سے گذر جائیں۔ وہ جنگی قیدی جن کو لوگ، غلام کا نام دیا کرتے تھے اور جن پر طرح طرح کے مظالم کیا کرتے تھے، آپ نے چاہا کہ اُن کے حقوق کو محفوظ کر دینے سے پہلے آپ اِس دُنیا سے گزر جائیں۔ وہ بنی نوعِ انسان کا باہمی فرق اور امتیاز جو انسانوں میں سے بعض کو تو آسمان پر چڑھا دیتا تھا۔ اور بعض کو تحت الثّریٰ میں گرا دیتا تھا۔ جو قوموں قوموں اور مُلکوں مُلکوں کے درمیان تفرقہ اور لڑائی پیدا کرنے اور اس کو جاری رکھنے کا مُوجب ہوتا تھا، آپ نے نہ چاہا کہ جب تک اِس تفرقہ اور امتیاز کو نہ مٹا دیں، اِس دُنیا سے گزر جائیں۔ وہ ایک دُوسرے کے حقوق پر چھاپے مارنا اور ایک دُوسرے کی جان اور مال کو اپنے لئے جائز سمجھنا جو ہمیشہ ہی بداخلاقی کے زمانہ میں انسان کی سب سے بڑی لعنت ہوتا ہے، آپ نے نہ چاہا کہ جب تک اِس رُوح کو کُچل نہ دیں اور جب تک بنی نوعِ انسان کی جانوں اور اُن کے مالوں کو وہی تقدّس اور وہی حُرمت نہ بخش دیں جو خدا تعالیٰ کے مقدّس مہینوں اور خُدا تعالیٰ کے مقدّس اور بابرکت مقاموں کو حاصل ہے، آپ اِس دُنیا سے گزر جائیں۔ کیا عورتوں کی ہمدردی۔ ماتحت لوگوں کی ہمدردی۔ بنی نوعِ انسان میں امن اور آرام کے قیام کی خواہش اور بنی نوعِ انسان میں مساوات کے قیام کی خواہش اتنی شدید دُنیا کے کسی اَور انسان میں پائی جاتی ہے؟ کیا آدم سے لے کر آج تک کسی اِنسان نے بھی بنی نوعِ انسان کی ہمدردی کا ایسا جذبہ اور ایسا جوش دِکھایا ہے؟ یہی وجہ ہے کہ اسلام میں آج تک عورت اپنی جائداد کی مالک ہے۔ جب کہ یورپ نے اِس درجہ کو اسلام کے تیرہ سو سال بعد حاصل کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام میں داخل ہونے والا ہر شخص دُوسرے کے برابر ہو جاتا ہے۔ خواہ وُہ کیسی ہی ادنیٰ اور ذلیل سمجھی جانے والی قوم سے تعلق رکھتا ہو۔ حُرّیت اور مساوات کا جذبہ صرف اور صرف اسلام نے ہی دُنیا میں قائم کیا ہے۔ اور ایسے رنگ میں قائم کیا ہے کہ آج تک بھی دُنیا کی دُوسری قومیں اس کی مثال پیش نہیں کر سکتیں۔ ہماری مسجد میں ایک بادشاہ اور ایک معزز ترین مذہبی پیشوا اور ایک عامی برابر ہیں، اُن میں کوئی فرق اور امتیاز قائم نہیں کرسکتا۔ جب کہ دوسرے مذاہب کے معبد بڑوں اور چھوٹوں کے امتیاز کو اَب تک ظاہر کرتے چلے آئے ہیں۔ گو وہ قومیں شاید حُرّیت اور مساوات کا دعویٰ مسلمانوں سے بھی زیادہ بلند آواز سے کر رہی ہیں۔

(نبیوں کا سردار صفحہ ۳۰۱ تا ۳۰۶)

خطبہ جمعہ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم روحانی طور پر آج بھی زندہ ہیں جس طرح چودہ سو سال پہلے زندہ تھے

ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم اپنے بچوں کو اسوۂ نبوی کے مطابق اسلامی آداب و اخلاق سکھاتے چلے جائیں

جلسہ سالانہ ربوہ کے بابرکت اور کامیاب انعقاد پر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا

وقف جدید کے نئے سال کا اعلان اور اس تحریک کے ایک نئے باب اور ایک نئے دفتر کا آغاز

از حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۲ر صلح ۱۳۵۵ ہش مطابق ۲ر جنوری ۱۹۷۶ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے درج ذیل آیت قرآنی کی تلاوت فرمائی:۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ ۔ (۲۰۸:۲)

اس کے بعد فرمایا:۔

جب کسی جماعت پر اللہ تعالیٰ اپنی رحمتوں کی بارش کرتا ہے تو ان کی دلی اور روحانی کیفیت ایسی ہو جاتی ہے کہ گویا وہ اپنے نفسوں کو خدا تعالیٰ کی رضاء کے لئے اور اس کے پیار کے حصول کے لئے بیچ ہی ڈالتے ہیں ایک طرف تو

اللہ تعالیٰ کا پیار

جلوہ گر ہوتا ہے اور دوسری طرف اس کے بندوں کے وجود میں اور ان کے نفوس میں اور ان کی روح میں عشق اور پیار کی کچھ اس قسم کی کیفیت ہوتی ہے کہ جسے الفاظ بیان نہیں کر سکتے۔ قرآن کریم کی اس آیت میں اس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

ہمارے پاس وہ الفاظ نہیں کہ ہم خدا تعالیٰ کی رحمتوں اور اس کے فضلوں کا شکریہ ادا کر سکیں اور اس کی حمد بجا لا سکیں۔ اس نے اپنی رحمت سے ہمارے گزشتہ جلسہ کو کامیاب کیا اور وہ لوگ یہ سمجھتے تھے کہ موجودہ حالات میں شاید جماعت کا ایک حصہ کمزوری دکھائے گا اور اللہ کے لئے ان کے پیار میں کمی ہو جائے گی اور وہ مہدی معہود علیہ السلام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے مرکز سلسلہ کی طرف نہیں آئیں گے ان کے اس خیال کے برعکس اللہ تعالیٰ نے اپنے پیار اور اپنی رحمت سے اس قسم کے سامان پیدا کئے کہ اس جلسہ پر پچھلے تمام جلسوں سے زیادہ احباب آئے اور ہر قسم کی صعوبتیں اٹھا کر اور روکوں کو پھلانگتے ہوئے آئے اور یہاں پر بھی بڑے سکون کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی باتوں کو سنا کیونکہ یہاں ہمارے جلسہ میں

خدائے واحد و یگانہ کا ذکر

ہوتا ہے اور انہوں نے بظاہر خدا تعالیٰ کے فضلوں کو زیادہ حاصل کرنے کے سامان پیدا کئے اور ہم سب کی ساری جماعت کی یہ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت اور اپنے پیار کے جلوے ہمیشہ پہلے سے زیادہ دکھاتا چلا جائے۔

دو چیزیں نمایاں ہو کر سامنے آئی ہیں ایک یہ کہ وہ انتظامیہ جنہیں قوم نے سپرد یہ کام کیا ہے کہ وہ قوم کی ترقی کے لئے منصوبے بنائے اور جس نے ملک کے تعلیمی اداروں کو قومیایا اور نیشنلائز کیا جماعت کا سب سے پہلے یہ فرض تھا کہ وہ اس سے تعاون کرتی اور میں سمجھتا ہوں کہ سارے پاکستان میں سب سے زیادہ بشاشت کے ساتھ اور تعاون کرتے ہوئے اور دل میں بھی کوئی بات نہ رکھتے ہوئے جماعت نے موجودہ نرخ کے لحاظ سے تقریباً پانچ کروڑ روپے کی جائیداد حکومت کے حوالے کر دی کیونکہ آخر یہ ملک ہمارا ہی ہے اور آئندہ پڑھ کر اور علم حاصل کر کے عمل کے میدان میں جانے والی نسلیں ہماری ہی ہیں پس ہم نے بڑی خوشی سے اس جائیداد کو قوم کے سپرد کر دیا۔ لیکن جب جلسہ قریب آیا تو اسی انتظامیہ کے بعض افراد نے یہاں تک کہہ دیا کہ وہ عمارتیں جنہیں جماعت نے بنایا اور انہیں بشاشت کے ساتھ قوم کے سپرد کر دیا۔ ہم قوم کے نمائندے تو ہیں لیکن ہم بشاشت کے ساتھ آپ کو عمارتیں نہیں دیں گے کہ آپ وہاں اپنے مہمانوں کو ٹھہرائیں۔ پھر انہیں کچھ غیرت دلائی گئی اور سمجھایا گیا۔ اللہ نے فضل کیا اور ان کو سمجھ آ گئی۔ لیکن ہمارے لئے آئندہ کے لئے ایک انتباہ کا سامان بھی پیدا ہو گیا ہے۔

لیکن اس کے علاوہ خدا تعالیٰ کی طرف سے بھی ہمیں ایک توجہ دلائی گئی ہے۔ اور وہ اس طرح پر کہ اس دفعہ بڑی کثرت سے مہمان آئے ہیں۔ میں افسر جلسہ سالانہ بھی رہا ہوں وہ بھی ایک خدمت ہے۔ لیکن جلسے کی ہر خدمت ہی بڑی پیاری خدمت ہے اور جب سے میں نے ہوش سنبھالا ہے میں جلسے کے دنوں میں جلسے کی خدمت سے فائدہ اٹھاتا رہا ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا رہا ہوں کہ اس نے مجھے اس کی توفیق دی ہم نے

وَسِّعْ مَكَانَكَ

کا یہ نظارہ تو دیکھا ہے کہ ہمارے مکان کبھی بھی ہمارے مہمانوں کے لئے پورے نہیں ہوئے۔ بلکہ ان کو تنگی سے گذارا کرنا پڑتا رہا ہے۔ لیکن یہ نہیں ہوا کہ بالکل ہی کم ہو جائیں اور پہلے برآمدوں کو قناتیں لگا کر رہائش کے لئے استعمال کیا جائے اور پھر چھولداریاں اور شامیانے لگا کر رہنے کے لئے گنجائش پیدا کی جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جماعت کو جلسہ کے مہمانوں کے لئے آئندہ جلسہ سے پہلے کئی ہزار مربع فٹ جگہ شاید ۸۰ ہزار مربع فٹ جگہ تعمیر کرنی

پڑے گی خواہ وہ عارضی بیرکوں کی شکل میں ہی کیوں نہ ہو اس سلسلہ میں ابھی سے سوچ کر اور جو سکیم بھی بنے اس کے مطابق جلسے سے قبل اس کو تیار کر دینا چاہئیے کیونکہ اس سال مہمان جو کہ اہل ربوہ کے لئے برکتوں اور رحمتوں کی یاد دلانے والے ہیں وہ اپنے کناروں سے اس طرح چھلکے ہیں کہ سال میں عام طور پر جس شرح سے مکان بنتے ہیں اور جتنے مکان بنتے ہیں وہ ان کو نہیں سنبھال سکے مرکز کے مکانوں میں ہمیشہ ہی وسعت پیدا ہوتی ہے۔ لیکن اس سال اتنی کثرت کے ساتھ مہمان آئے کہ سال بھر میں جو وسعتیں پیدا ہوئی تھیں ان کو تو ہم بھول ہی گئے۔ اور ہمیں مہمانوں کے ٹھہرانے کی فکر رہی جن کی قربانی کو ہم کبھی بھول نہیں سکتے آنے والے کبھی خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے آتے ہیں اور تکلیفیں برداشت کرتے ہیں لیکن سردی کے ان ایام میں جب کہ کبھی بارش بھی ہو جاتی ہے۔ ان کو آسمان کے نیچے تو بہر حال نہیں رکھا جا سکتا چونکہ اس سلسلہ میں کبھی یہاں بعض روکیں اور دقتیں ہیں اس لئے

دوست دعا کریں

کہ اللہ تعالیٰ ہماری راہ سے ان روکوں کو دور کرے اور ہمارے ملک میں پیار کی فضا پیدا کرے اور جماعت کو یہ توفیق دے کہ وہ آنے والوں کے لئے مکانیت کی جو کم سے کم ضرورت ہے اس حد تک تعمیر کریں خواہ نام ہٹس (HUTS) ہوں یا بیرکس ہوں یا جو مرضی ان کا نام رکھ لیں۔ بڑی بڑی عمارتیں اور کنکریٹ کی چھتیں نہ ہوں۔ شروع میں یہاں ساری قیامگاہیں گھاس پھونس کی چھتوں کی ہی بنائی جاتی تھیں اور بعض دفعہ بارش بھی ہو جاتی تھی۔ لیکن اگر بامر مجبوری ان کو کوئی تکلیف اٹھانی پڑتی تھی (یعنی ہمارے منتظمین کی مجبوری کی وجہ سے) تو وہ جو خدا تعالیٰ کی آواز پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے خدا کی اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں سننے کے لئے مرکز میں آتے تھے۔ وہ تکلیف کو تکلیف نہیں سمجھتے تھے کیونکہ وہ یہ سمجھتے تھے کہ جماعت جتنا کر سکتی ہے اتنا کر دیا ہے اور باقی جو ہے اللہ تعالیٰ نے ہمارا امتحان لیا ہے اور ہمیں ناکام نہیں ہونا چاہئیے بلکہ خوشی اور بشاشت کے ساتھ اس امتحان کو قبول کر لینا چاہئیے۔ بہر حال جماعت کو مکانیت کی طرف توجہ دینی چاہئیے۔ (صدر انجمن اس طرف فوری توجہ کرے)

اسی طرح روٹی پکانے کی مشینوں کا بھی از سر نو جائزہ لینا چاہئیے اور اگر ضرورت محسوس ہو کہ آئندہ جلسہ کے لئے نئی مشینیں بھی چاہئیے ہوں گی تو ابھی سے اس کا انتظام شروع کر دینا چاہئیے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے کاموں میں برکت ڈالے اور اہل ربوہ پر بھی رحمتیں برستی رہیں اور اللہ کی باتیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں سننے کے لئے یہاں آنے والوں کو بھی اللہ تعالیٰ اپنی رحمتوں سے نوازتا رہے

دوسری بات جو اس وقت میں کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ

وقف جدید کا نیا سال

یکم جنوری سے شروع ہوتا ہے۔ میں نئے سال کا اعلان کرتا ہوں گذشتہ سال اللہ تعالیٰ نے فضل کیا اور وقف جدید کے لئے جماعت کو جتنی رقم کی ضرورت تھی اور جو ان کا بجٹ تھا جماعت نے اپنے وعدے پورے کرکے ان کے لگ بھگ رقمیں ادا کر دی ہیں۔ چندہ بالغان کا ۲,۶۲,۰۰۰ روپے کا وعدہ تھا۔ اور ۲,۵۱,۰۰۰ روپے اس رپورٹ تک وصول ہو چکے ہیں اور اس کے سامنے یہ نوٹ ہے گذشتہ سال ۱۵ جنوری تک رقوم آتی رہی تھیں اس لئے اس سال بھی رقمیں آئیں گی۔ کیونکہ بعض رقمیں جلی ہوتی ہیں لیکن وقت پر نہیں پہنچ سکتیں اور بعض دوست جلسے کے بعد یہاں سے جا کر بھجواتے ہیں اس لئے امید ہے کہ یہ بجٹ پورا ہو جائے گا۔ وقف جدید کا ایک دفتر اطفال ہے اس میں ان کے اندازہ کے مطابق رقم جمع نہیں ہوئی وقف جدید کی انتظامیہ نے ان کا ۵۰ ہزار کا بجٹ تجویز کیا تھا۔ لیکن ۵۰ ہزار کے مقابلہ میں وصولی ۲۲۴۴۰ روپے ہوئی ہے گو ۱۹۷۴ء کے مقابلہ میں ۱۹۷۵ء میں چند رقوم کی زیادتی تو ہے کیونکہ اس سے پہلے سال ۲۳۱۳۵ روپے وصولی ہوئی تھی اور ۱۹۷۵ء میں ۲۳۲۴۰ روپے وصولی ہوئی ہے جو کہ گذشتہ سال سے زیادہ ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ کے فضل سے اطفال

ہزاروں کی تعداد میں

ہر سال بڑھ جاتے ہیں ان کو اسی نسبت سے اس طرف توجہ کرنی چاہئیے وہ کچھ طفلانہ شعور بھی پیدا کر لیتے ہیں اس لئے ان کو توجہ دلا کر تیار کرنا چاہئیے کہ وہ اپنے بڑوں سے پیچھے رہنے والے نہ ہوں بلکہ ان سے آگے بڑھنے والے ہوں۔

یہ تو چندوں کی شکل ہے اور اللہ تعالیٰ پر جو ہمیں توکل ہے اور اللہ تعالیٰ کا جو سلوک ہم دیکھتے ہوئے ہیں رقم کے متعلق گھبراہٹ نہیں ہوتی لیکن جو ہماری ذمہ داری ہے جب تک ہم اس کو پوری طرح ادا نہ کریں ہم اللہ تعالیٰ کے پورے فضلوں کے وارث نہیں بن سکتے۔ اس کی مجھے کبھی اور آپ کو بھی فکر ہونی چاہئیے۔

جیسا کہ آپ نے

جلسہ سالانہ کی تقاریر

سے اندازہ لگایا ہوگا ہمیں تربیت کی طرف خاص توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ اور مختلف شکلوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمودہ تفسیر قرآنی اور وہ تعلیم جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم کی تفسیر کے رنگ میں بیان فرمائی اور آداب اور اخلاق اور روحانیت کے حصول کی طرف توجہ کرنا یہ باتیں اب آپ کے سامنے پہلے کی نسبت زیادہ آئیں گی اور آپ کو اپنے بچوں کے دلوں میں ان باتوں کی اہمیت پیدا کرنی ہوگی۔ اور ان کو آہستہ آہستہ عادت ڈال کر زندگی بنانے کی کوشش کرنی ہوگی۔ جیسا کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت

کے نتیجہ میں پہلے زمانہ میں ایک جماعت پیدا ہو چکی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت جیسی آج کوئی تربیت نہیں کر سکتا۔ لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو روحانی طور پر آج بھی اسی طرح زندہ ہیں۔ جس طرح کہ آج سے چودہ سو سال پہلے زندہ تھے۔ اور آپ کی دعائیں قیامت تک صالحین امت محمدیہ کے لئے جاری ہیں۔ آپ نے ہر زمانہ کے لوگوں کے لئے اور ساری امت کے لئے بڑی کثرت سے دعائیں

کی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو بڑی بشارتیں دی ہیں اور وہ نظام جو آپ کی اتباع کرکے اور آپ کے اسوہ پر چل کر اور قرآنی تعلیم کی اطاعت کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کے پیار کو حاصل کرنے کا نظام ہے جسے ہم آپ کی قوتِ قدسیہ کہتے ہیں وہ نظام تو مردہ نہیں ہوا وہ آج بھی زندہ ہے کیونکہ

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ

(آلِ عمران ۳: ۳۲)

کی آواز جس طرح اس وقت کے لوگوں نے سنی تھی اور اس کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھال کر اور یہ حکم بجا لا کر خدا تعالیٰ کے پیار کو حاصل کیا تھا۔ یہ آیتِ قرآنی منسوخ تو نہیں ہو گئی۔ بلکہ آج بھی یہ آواز اسی طرح آ رہی ہے آج بھی یہ ہمارے لئے ایک عمل کا پیغام دے رہی ہے۔ اور آج بھی ہمارے لئے ایک بشارت دے رہا ہے۔

خدا تعالیٰ کے پیار کے حصول کے دروازے

آج بھی اسی طرح کھلے ہیں جس طرح پہلے کھلے تھے مگر اس کے لئے ان قربانیوں کی ضرورت ہے جو پہلوں نے دیں اور پہلوں نے جو قربانیاں دیں جب ہم سوچتے ہیں تو ایک طرف تو ان پر رشک پیدا ہوتا ہے اور دوسری طرف دل سے ان کے لئے بے حد دعائیں نکلتی ہیں۔ وہی لوگ تھے جن کے متعلق ہم سمجھتے ہیں کہ یہ آیت پوری ہو چکی ہے۔ اور اپنے متعلق تو ہم کچھ نہیں کہہ سکتے ہیں انسان کو ہمیشہ خائف اور ترساں رہنا چاہیئے۔ لیکن انہوں نے واقعی میں خدا تعالیٰ کی مرضات کے حصول کے لئے خدا کے حضور اپنی جانیں بیچ دی تھیں۔ اللہ تعالیٰ سے ایک سودا کیا تھا اپنا سب کچھ اس کے حضور پیش کر دیا تھا۔ اور وہ خدا تعالیٰ کی ساری ہی رحمتوں کے وارث بن گئے تھے جن کا انسان اس دنیا میں وارث بن سکتا ہے جماعت خدا تعالیٰ کے فضل سے بڑھ رہی ہے اور نئی جماعتیں قائم ہو رہی ہیں۔ ابھی ہم پرانی جماعتوں کو بھی ان کی تعداد کے لحاظ سے پورے معلم نہیں دے سکے اس وقت جتنے معلم ہیں اور ان پر جو خرچ ہو رہا ہے اگر ہمارے معلموں کی تعداد بڑھ جائے اور اسی نسبت سے ان پر خرچ ہو یعنی ضرورت کے مطابق اگر ہم ہر جماعت میں ایک معلم رکھیں تو اس کام پر ہمیں ۲۵۔۳۰ لاکھ روپیہ خرچ کرنا پڑے گا۔ موجودہ حالات میں وقفِ جدید اس بار کی متحمل نہیں ہو سکتی اس لئے آج میں

وقفِ جدید کا ایک نیا دفتر

ایک نیا باب کھولتا ہوں اور اس کا اعلان کرتا ہوں۔ ہر جماعت کا ایک یا ایک سے زائد فرد جو کہ کچھ لکھا پڑھا ہو اپنے آپ کو پیش کرے اور جو گزارہ ہم معلمین کو دیتے ہیں وہ گزارہ بھی وہ نہ لیں۔ (میں تنخواہ کہنے لگا تھا تنخواہ تو ہم دیتے نہیں جو لوگ وقفِ جدید کے لئے وقف کرتے ہیں ان کو ہم گزارہ دیتے ہیں) بہر حال وہ گزارہ بھی نہ لیں بلکہ اپنا کام کریں اور اپنے گاؤں میں رہ کر اپنی جماعت کو معلومات بہم پہنچائیں۔ وہ شاید اکٹھا ایک سال مرکز میں رہ کر تعلیم حاصل نہ کر سکیں۔ لیکن وہ ایسے واقفین رضاکار تین مہینے کے لئے یہاں آئیں۔ اور تین مہینے کا ایک کورس کر کے واپس چلے جائیں پھر دوبارہ تین مہینے کے لئے آئیں اور ایک اور کورس کر لیں اور اس طرح ہم ان کو کم از کم اس معیار پر لے آئیں جس معیار پر آج وقفِ جدید کا معلم پہنچا ہوا ہے اور میرے نزدیک وقفِ جدید کا معلم بھی اس معیار پر نہیں ہے جس معیار پر جماعتِ احمدیہ کے معلم کو ہونا چاہیئے۔ بہر حال ہر گاؤں سے اور ہر جماعت سے اس قسم کے آدمی نکلیں اور اگر بعض جماعتیں چھوٹی ہیں تو ان کے گرد جو بڑی جماعتیں ہیں وہ ایک سے زائد آدمی دیں اور ان کے ذمہ یہ لگایا جائے کہ تم ہفتے میں کم از کم ایک دن ساتھ والی جماعتوں میں جاؤ وہ کوئی دن مقرر کر لیں۔ بہر حال ساتواں دن وہ ساتھ والی جماعت میں دیں۔ اور اگر ان کو اس قسم کی تربیت ہو تو اپنے گاؤں میں تو وہ ہر وقت ہی پیار کے ساتھ اور محبت کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و احسان کی باتیں بڑوں اور بچوں، اور مردوں اور عورتوں کے سامنے کریں اور ان کے دل میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیار پیدا کر کے ان کو یہ کنونس کرا دیں انہیں یہ باور کرا دیں۔ اور ان کو پختہ طور پر یہ بات سمجھا دیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنا اور آپ کے اسوہ پر چلنا۔ اور آپ کی اتباع کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کے پیار کو حاصل کر لینا کوئی مہنگا سودا نہیں ہے بلکہ

بہت ہی سستا سودا

ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے شریعتِ اسلامیہ کو جس کی ہم پیروی کرنے والے ہیں اس قسم کا مذہب نہیں بنایا جس میں یہ دعا کی گئی ہو کہ اے خدا ہمیں صرف اخروی نعماء سے نواز بلکہ ہمیں تو یہ دعا سکھائی گئی ہے کہ

رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ

(البقرہ ۲-۲۰۲)

اور دنیا کے تمام حسنات کے حقیقی وارث دراصل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل آپ کے متبعین ہی ہیں اور وہ یہ جانتے ہیں کہ دنیا کی حسنات کا استعمال اس طرح پر ہونا چاہیئے کہ وہ خدا تعالیٰ کو ناراض کرنے والا نہ ہو بلکہ خدا تعالیٰ کے پیار کو حاصل کرنے والا ہو۔

وقفِ جدید کے اس نئے دفتر کے لئے جماعت میں تحریک بھی ہونی چاہیئے صرف میرا یہ خطبہ کافی نہیں ہے ہمارے مبلغ اور مبشر اور معلم جماعتوں میں اس کی تحریک کریں کہ اس کے لئے دوست آگے آئیں اس دفتر کی تفصیل میں اس وقت معین نہیں کر سکتا بعد میں حالات کو دیکھ کر معین کی جائے گی۔ بعض ایسے دوست بھی ہو سکتے ہیں جو کہیں کہ پہلے ہم ایک مہینے کے لئے آ سکتے ہیں تو ان کے لئے ایسے دینی نصاب ہونے چاہئیں کہ ہم ان کو کم از کم اتنا نصاب سکھا دیں کہ جب وہ دوسری دفعہ ایک مہینے کے لئے آئیں۔ تو اس عرصہ تک وہ گزارہ کر لیں کیونکہ آدابِ اسلامی اور اخلاقِ اسلامی سکھانے کی جس مہم کا اور جس عظیم علمی جہاد کا میں نے جلسہ سالانہ پر اعلان کیا ہے اس کو ہم ایک دو دن میں تو پورا نہیں کر سکتے اس کی تو تیاری کے لئے وقت لگے گا۔ اور پھر چوکس رہ کر اس کے لئے محنت کرنی پڑے گی۔ بعض اچھی باتیں شروع کی جاتی ہیں پھر ان کی طرف توجہ نہیں رہتی۔ جب ہم بچے تھے تو قادیان احمدیہ چوک میں جو سیمنٹ کا ایک بورڈ تھا۔ حضرت میر محمد اسحٰق صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے اوپر آداب و اخلاق کی باتیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث لکھتے رہتے تھے اور ہر مرد و زن کے علم میں آ جاتا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے اور آپ اپنی امت سے یہ چاہتے ہیں کہ اس طرح کھانا کھایا جائے، اس طرح لباس پہنا جائے، اسی طرح باتیں کی جائیں۔ کئی دوست یا کئی بچے بعض دفعہ

ایسی بات کہتے ہیں کہ بڑی تکلیف ہوتی ہے۔ چنانچہ مجھے جلسہ پر کہنا پڑا کہ دوبارہ "اوئے" کی آواز نہ آئے جب میں نے یہ لفظ سنا تو مجھے سخت تکلیف ہوئی مجھے اس طرح بیچ میں بولنے کی عادت نہیں ہے لیکن میں رہ نہیں سکا کہ ہمارا جلسہ ہو رہا ہو اور جلسے میں کوئی احمدی کسی اور کو اوئے کی آواز دے اور اونچی آواز سے پکارے یہ تو بڑی بدتہذیبی ہے لیکن یہ اس کا قصور نہیں ہے۔ میں نے تو استغفار کی میں سمجھا کہ یہ میرا قصور ہے کہ کیوں میں ساری جماعت کی صحیح تربیت نہیں کر سکا۔ پھر یہ ساری جماعت کا قصور ہے کہ اس طرف توجہ نہیں دی اگر ان کو بتایا جائے تو وہ ایسا نہیں کریں گے۔ چنانچہ اس کے بعد آواز نہیں آئی۔ البتہ ایک دفعہ باہر سے آواز آئی تو میں نے باہر آدمی بھیجا۔ کیونکہ یہاں جلسے کے دنوں میں جو دکاندار ہوتے ہیں ان کی اکثریت ادھر اُدھر کے علاقوں کے غیر احمدیوں کی ہوتی ہے جو یہاں) آکر دکانیں کھولتے ہیں۔ وہ اپنی عادتیں لے کر آجاتے ہیں۔ وہ بیچارے تو قابلِ رحم ہیں، اُن کو تو بتانے والا بھی کوئی نہیں ہے۔ شاید ان کی نقل کسی نے یہاں اناڑی تھی یا وہ باہر سے ہی ایسی عادت لے کر آیا تھا

مسجد میں شور مچانے کی اجازت نہیں ہے۔ جب خطبہ ہو رہا ہو تو اس میں بولنے کی اجازت نہیں ہے اسلام نے اٹھنے بیٹھنے اور مجالس میں آنے کے آداب سکھائے ہیں یہ چھوٹی چھوٹی چیزیں ہیں مگر ان چھوٹی چھوٹی چیزوں نے ہی اسلامی معاشرہ کو

ایک فرقان بنا دیا ہے

اور اسلامی معاشرہ اور غیر اسلامی معاشرہ میں ایک ایسی تمیز پیدا کر دی ہے کہ یہ بظاہر چھوٹی چیزیں نتائج کے لحاظ سے چھوٹی نہیں رہتیں۔ بلکہ زبردست چیزیں بن جاتی ہیں۔ جس پر ایک مسلمان کو، ایک احمدی کو فخر کرنا چاہیئے کہ کس طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دعاؤں سے اور اپنی قوتِ قدسیہ سے اور اللہ تعالیٰ سے اس عظیم تعلیم کو حاصل کر کے ہمیں وحشی سے انسان بنا دیا۔ پھر انسانوں میں سے بہتوں کو باخلاق بنایا اور بنا رہے ہیں اور پھر با اخلاق انسانوں میں سے بہتوں کو خدا رسیدہ انسان بنا دیا اور اس تعداد میں بھی اضافہ ہو رہا ہے انسان ایک دن میں تو خدا تعالیٰ کا محبوب نہیں بن جاتا۔ اس کے لئے بڑی قربانی کرنی پڑتی ہے۔ بڑی دعائیں کرنی پڑتی ہیں، بڑے مجاہدے کرنے پڑتے ہیں، بڑا محاسبہ نفس کرنا پڑتا ہے اور اپنی ہر حرکت و سکون کو

بیدار ضمیر اور عزم صمیم کیساتھ

ایک خاص نہج پر ڈھالنا پڑتا ہے تب انسان وہ انسان بنتا ہے جس کے متعلق محمد صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اس رنگ میں میری پیروی کر کے خدا تعالیٰ بھی تم سے پیار کرنے لگ جاتا ہے یہ کتنی بڑی نعمت ہے جو ہمیں ملتی ہے باقی تو میں نے بتایا ہے کہ یہ چھوٹی چھوٹی چیزیں ہیں لیکن ان کا مجموعہ معاشروں میں ایک فرقان کی اور امتیاز کی کیفیت پیدا کر دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں سمجھ دے اور توفیق عطا کرے ہم اپنی ذمہ داریوں کے مطابق آگے بڑھیں اور اپنے آپ کو پیش کر کے پہلے اپنے گھر کو ٹھیک کریں تا کہ ہم ساری دنیا کے لئے نمونہ بنیں اور وہ خواہش جو ہم میں سے اکثر کے دل میں ہو گی، ایک ایسی تڑپ جس کو بعض وقت دبانا مشکل ہو جاتا ہے خدا کرے کہ وہ جلد پوری ہو یعنی یہ وعدہ جو اللہ تعالیٰ نے ہم سے کیا ہے کہ مہدی علیہ السلام کے زمانہ میں اسلام ساری دنیا میں تمام دیگر ادیان پر غالب آئے گا اور گو آج محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو برا بھلا کہنے والی دنیا کی اکثریت ہے لیکن ان میں سے اکثریت نہیں بلکہ یہ سارے کے سارے ہی یعنی تمام نوع انسانی (سوائے چند استثناء کے) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیار کو حاصل کرے گی اور آپ کے پیار میں مست ہو گی ہماری یہ خواہش ہے کہ ہم یہ دن دیکھیں خدا تعالیٰ ہمیں یہ توفیق دے کہ اس خواہش کو پورا ہوتے دیکھنے کے لئے جو ہماری ذمہ داریاں ہیں ہم ان کو پورا کرنے والے ہوں۔

وقفِ جدید کے لئے جو میں نے اب ایک نیا باب کھولا ہے وقفِ جدید اس کے لئے کوشش کرے اور

جماعت کے لئے میں دعا کرتا ہوں

اور آپ بھی دعا کریں کہ آپ کو یہ توفیق ملے کہ ہر جماعت اس قسم کے آدمی بھیجے یہ سنّتِ نبوی ہے کہ اس قسم کے وفود کو آپ تربیت دیا کرتے تھے یہ ہمارا تاریخی ورثہ ہے میں کوئی نئی چیز آپ کے سامنے نہیں رکھ رہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں ہر علاقے اور ہر قبیلے کے لوگ آکر دین سیکھتے قرآن کریم کا علم حاصل کرتے اور واپس جا کر دوسروں کو سکھاتے تھے ہم اسے کیوں بھول گئے؟ بڑے افسوس کی بات ہے بہرحال دنیا کی ضرورت نے مجبور کیا اور یہ چیزیں نمایاں ہو کر سامنے آگئیں اور دعاؤں کے بغیر ہمیں اس کی توفیق نہیں مل سکتی پس

بہت دعائیں کریں

کہ اس مہم کو سر کرنے کی اور پیار اور محبت کے ساتھ دنیا کو آداب اور اخلاق سکھانے کی اور روحانی میدانوں میں آگے بڑھنا کہ خدا تعالیٰ کے پیار اور اس کی مرضات کو حاصل کرنے کی اللہ تعالیٰ جماعت کو جلد توفیق عطا کرے آمین

صد سالہ احمدیہ جوبلی منصوبہ کے سلسلہ میں

نفلی عبادات اور ذکرِ الٰہی کا پانچ نکاتی پروگرام

(۱) جماعتِ احمدیہ کے قیام پر ایک صدی کے مکمل ہونے تک یعنی ۱۸۰ سے کچھ زائد مہینوں تک ہر ماہ احباب، جماعت ایک نفلی روزہ رکھیں جس کے لئے ہر محلہ قصبہ یا شہر میں مہینہ کے آخری حصہ میں کوئی ایک دن مقامی طور پر مقرر کر لیا جائے۔

(۲) دو نفل روزانہ ادا کئے جائیں جو نمازِ عشاء کے بعد سے لے کر نمازِ فجر سے پہلے یا نمازِ ظہر کے بعد ادا کئے جائیں۔

(۳) کم از کم سات مرتبہ روزانہ سورہ فاتحہ کی دعا پڑھی جائے اور اس پر غور و فکر کیا جائے۔

(۴) تسبیح و تحمید[1] درود شریف اور استغفار ۳۳-۳۳ بار روزانہ پڑھے جائیں۔

(۵) مندرجہ ذیل دعائیں روزانہ کم از کم گیارہ بار پڑھی جائیں۔

(۱) ربّنا افرغ علینا صبراً و ثبّت اقدامنا وانصرنا علی القوم الکافرین

(۲) اللّٰھمّ انّا نجعلک فی نحورھم ونعوذبک من شرورھم

---

[1] تسبیح و تحمید۔ سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم

درود شریف۔ اللّٰھم صلّ علٰی محمدٍ و اٰل محمدٍ

استغفار۔ استغفر اللہ ربی من کل ذنبٍ واتوب الیہ

درخواستِ دعا

مکرم غلام احمد صاحب چرہ گاؤں (یوپی) سے اپنے بیٹے عطاء اللہ مبارک احمد کیلئے درخواستِ دعا کراتے ہیں کہ ان کا بیٹا ۱۵ مارچ سے انٹرمیڈیٹ کے امتحان میں شامل ہو رہا ہے۔ احباب سے موصوف کے بیٹے کی نمایاں کامیابی کیلئے درخواستِ دعا ہے۔

خاکسار، منیر احمد خادم مدرس، مدرسہ احمدیہ قادیان

سرتاج انبیاء خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

کی سیرتِ پاک کے چند اہم پہلو

از مکرم مولوی بشیر احمد صاحب فاضل دہلوی۔

آج سے چودہ سو سال قبل سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور پُرنور ایک ایسی قوم میں ہُوا جو توحید ابراہیمی کو چھوڑ کر نفنذنہ، بتوں کی عبادت گزار بن چکی تھی۔ حتیٰ کہ خدا کا وہ گھر جسے حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمٰعیلؑ نے صرف اس غرض کے لئے تعمیر کیا تھا کہ وہاں خدائے واحد کی عبادت کی جائے اس میں بھی ۳۶۰ بُت جمع کر دیئے گئے تھے ہر قبیلے کا بُت علیحدہ تھا۔ جیسا کہ علامہ حالیؔ نے فرمایا ہے

وہ دُنیا میں گھر سب سے پہلا خدا کا
خلیل اک معمار تھا جس بناء کا
ازل میں مشیّت نے تھا جس کو تاکا
کہ اس گھر سے اُبلے گا چشمہ ہُدیٰ کا
وہ تیرتھ تھا اک بُت پرستوں کا گویا
جہاں نام حق کا نہ تھا کوئی جویا۔
قبیلے قبیلے کا بُت اک جُدا تھا
کسی کا ہُبل اور کسی کا صفا تھا
یہ عزّیٰ پہ اور وہ نائلہ پہ فدا تھا
اسی طرح گھر گھر نیا اک خُدا تھا

اور نہ صرف عرب کا بلکہ دُنیا کے دیگر ممالک، کا بھی یہی حال تھا۔ کُفر و فسق کا دَور دَورہ تھا توحید کی بجائے اشرف المخلوق انسان، جانوروں۔ درختوں اور پتھروں کے آگے سربسجود ہو رہا تھا۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ہوش سنبھالا تو آپؐ کے سامنے آپ کی قوم تھی۔ اپنی قوم کو اس حالت میں دیکھ کر آپ غمگین و افسردہ تھے۔ آپؐ کا دل خون کے آنسو روتا تھا۔ آپؐ اپنے غم کو ہلکا کرنے اور اصلاح قوم کے لئے بارگاہِ الٰہی میں مناجات کرنے کی غرض سے آبادی سے کچھ فاصلہ پر ایک غار میں چلے جاتے یہ غار ایک پہاڑ کے اوپر واقع ہے اور آج بھی موجود ہے۔ جو غار حرا اور غار ثور کے نام سے یاد کی جاتی ہے۔ آپؐ کا یہ اعتقاد تھا کہ اس جہان کے خالق و مالک، خدا کی طرف توجہ کرنے سے ہی یہ قوم سُدھر سکتی ہے۔ آپؐ نے اس غار کی تنہائی میں نہایت ہی کرب و اضطراب کے ساتھ نسل انسانی کی ہدایت کے لئے دُعائیں کیں تاکہ خدا کی توحید پھر سے دُنیا میں قائم ہو۔ اور انسان اخلاق کا مجسمہ بن جائے اور بنی نوع انسان ایک دوسرے سے نفرت کرنے والے نہیں بلکہ ایکدوسرے سے محبت کرنے والے ہوں۔ ایک طرف آپؐ کا کرب و اضطراب اپنی انتہا کو پہنچ گیا اور دوسری طرف خالق کائنات نے عرش پر فیصلہ فرمایا کہ اسی نیک اور پاک انسان کو دُنیا کی ہدایت کا کام سپرد کیا جائے۔ ایک دن رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم غارِ حرا میں عبادت میں مصروف تھے۔ خدا کا فرشتہ جبرائیل آپؐ پر نازل ہُوا اور آپ کو یہ پیغام دیا کہ آپ نسل انسانی کے لئے ہادی اور راہنما مقرر کئے گئے ہیں۔ آپ ساری دُنیا تک اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچائیں۔ اس پیغام کو سُن کر آپ حیران ہوئے ذمہ داری کے احساس کی وجہ سے آپ پر خوف طاری ہُوا۔ کیونکہ آپ نے یہ خیال کیا کہ اتنی بڑی اور اہم ذمہ داری کو آپ سرانجام نہ دے سکیں گے۔ اسی گھبراہٹ میں آپ گھر تشریف لائے۔ اپنی زوجہ محترمہ خدیجہؓ سے ساری بات بیان کی۔ حضرت خدیجہؓ سمجھ گئیں کہ کوئی اہم واقعہ رُونما ہونے والا ہے۔ وہ اپنے سرتاج کے اخلاق حمیدہ سے واقف و آگاہ تھیں۔ انہوں نے آپؐ کو تسلی دی اور پھر آپؐ کو ایک عیسائی راہب ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سارا واقعہ بیان فرمایا۔ اور وہ آیات پڑھ کر سُنائیں۔ جو غارِ حرا میں نازل ہوئی تھیں اس بوڑھے راہب نے یہ آیات سُن کر آئندہ کے حالات کا جائزہ لے لیا۔ کیونکہ وہ بائبل میں مذکورہ مختلف انبیاء بالخصوص حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام کی سیرت کا مطالعہ کر چکا تھا۔ اس نے کہا:۔

هٰذا هو النّاموس الّذی
انزل علٰی موسٰی۔

یہ تو وہی عظیم الشان فرشتہ معلوم ہوتا ہے جو حضرت موسیٰؑ پر نازل ہُوا تھا۔ اور پھر وہ بوڑھا راہب یوں گویا ہُوا۔ اے محمد تمہارے پاس خدا کا پیغام آیا ہے۔ میں تو اپنی عمر کی آخری منزل میں ہوں۔ بوڑھا ہو چکا ہوں۔ کاش اُس وقت میں جوان ہوتا جب اس پیغام کی وجہ سے تیری قوم تجھے وطن سے نکال دے گی۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جو اخلاق کا مجسمہ تھے لوگوں سے ہمدردی اور موانست کا سلوک کرنے والے تھے، اس بات کا خیال بھی نہیں کر سکتے تھے کہ آپؐ کی قوم کسی وقت آپؐ کو وطن سے نکال دے گی۔ آپؐ نے نہایت ہی حیرت سے دریافت کیا اَوَ مُخرِجِيَّ هُم کیا یہ لوگ مجھے نکال دیں گے؟ بوڑھے راہب نے اثبات میں جواب دیا اور کہا ہاں آپ کو ہی نکال دیں گے۔ کیونکہ جس قسم کا پیغام تم لے کر آئے ہو کبھی کوئی شخص ایسا پیغام لے کر نہیں آیا جس کی مخالفت نہ کی گئی۔ اس لئے آپ کی بھی مخالفت ہوگی۔ یہاں تک کہ آپ کو وطن سے جانا پڑے گا۔

اس گفتگو کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زوجہ محترمہ کے ساتھ گھر واپس آگئے آپؐ کے دل میں ایک عزم پیدا ہو چکا تھا آپؐ نے اس اہم کام کو شروع کر دیا جو آپؐ کے سپرد کیا گیا تھا۔ نتیجہ یہ ہُوا کہ دُکھ اور تکالیف کا ایک غیر معمولی اور مسلسل و متواتر سلسلہ شروع ہو گیا۔ یہاں تک کہ وہ وقت بھی آیا جس کی اطلاع بوڑھے راہب نے دی تھی۔ اور آپؐ اپنے وطن سے بھی نکال دیئے گئے۔ دشمنوں نے آپ پر عرصۂ حیات تنگ کر دیا۔ لیکن تاریخ گواہ ہے کہ بالآخر آپؐ ہی کامیاب و کامران ہوئے۔ اور وہ وقت بھی آیا جب آپؐ اپنی جائے پیدائش اور اپنی پیاری بستی مکّہ میں پھر داخل ہوئے۔ لیکن اب مکّہ میں آپؐ کا داخلہ فاتحانہ شان کے ساتھ تھا جو محض خدا تعالیٰ کی مدد و نصرت کی وجہ سے ہُوا۔ مکّہ میں داخل ہو کر آپؐ نے خدا کے گھر کو بُتوں سے پاک و صاف کر دیا۔

یہ دن تاریخ اسلام میں فتح مکّہ کے نام سے مشہور ہے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ مکّہ کی سرزمین میں داخل ہوئے۔ حضورؐ اپنے صحابہؓ کے ساتھ مسجد حرام میں گئے۔ عثمان بن طلحہ سے جو کعبہ کے کلید بردار تھے، کنجی طلب فرمائی۔ خانہ کعبہ کا دروازہ کھولا۔ پھر حضرت بلالؓ و حضرت طلحہؓ کے ساتھ اندر داخل ہوئے۔ اور وہاں آپؐ نے خدا کی عظمت بلند آواز سے بیان کی اور تکبیریں کہیں۔ پھر باہر تشریف لائے اور خانہ کعبہ کا طواف فرمایا۔ مقام ابراہیم پر نماز ادا فرمائی۔ اور پھر حکم دیا کہ خانہ کعبہ کے تمام بُت نکال دیئے جائیں۔ اس وقت وہاں ۳۶۰ بُت تھے اور دیواروں پر مختلف قسم کی تصاویر بنی ہوئی تھیں۔ یہ تصویریں حضرت عمرؓ نے مٹا دیں۔

خانہ کعبہ کے اندر سب سے بڑا بُت ہُبل تھا۔ جو بُت پرستوں کا خدائے اعظم تھا یہ انسان کی صورت کا بنا ہُوا تھا اور سُرخ یاقوت سے بنایا گیا تھا۔ حضرت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر یہ بُت توڑ ڈالا گیا۔ مکّہ کے اطراف میں بھی بہت بڑے بڑے بُت تھے — لات نامی بُت طائف والوں کا تھا۔ عُزّیٰ خاص قریش کا بُت تھا۔ سواع نامی بُت قبیلہ ہذیل کا تھا۔ یہ سب کے سب بُت توڑ دیئے گئے۔

اس کام سے فراغت کے بعد سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسب ذیل تاریخی خطبہ ارشاد فرمایا:—

لا اله الّا الله وحدهٗ لا شريك
لهٗ صدق وعدهٗ و نصر عبدهٗ
وهزم الاحزاب وحدهٗ۔
الا كلّ مأثرة او دم او مال
فهو تحت قدمىّ هاتين الّا
سدانة البيت و سقاية الحاج
يا معشر قريش انّ الله قد
اذهب عنكم نخوة الجاهلية
و تعظّمها بالآباء۔ الناس من
آدم و آدم من تراب۔ يآيّها
الناس انّا خلقنٰكم من ذكرٍ
و انثٰى وجعلنٰكم شعوبًا وقبائل
لتعارفوا انّ اكرمكم عند الله
اتقٰكم انّ الله عليم خبير۔ انّ
الله و رسوله حرّم بيع الخمر۔

یعنی خدائے واحد کے سوا کوئی خدا نہیں اس کا کوئی شریک نہیں۔ اس نے اپنا وعدہ سچا کیا۔ اس نے اپنے بندے کی مدد کی۔ اور تمام جتھوں کو خود توڑ دیا۔ آج مفاخر اور سابقہ خون بہا اور مال کے بدلے میرے ان دونوں قدموں کے نیچے ہیں۔ صرف حرم کعبہ کی تولیت اور حجاج کا پانی پلانا اس سے مستثنےٰ ہے۔ اے قوم قریش اب جاہلیت کا غرور اور نسب کا فخر خدا نے مٹا دیا ہے۔ تمام آدمی آدم کی نسل سے ہیں اور آدم مٹی سے بنے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے' اے لوگو! میں نے تم کو مرد اور عورت سے پیدا کیا اور تمہارے قبیلے اور خاندان بنائے کہ آپس میں ایک دوسرے سے پہچانے جاؤ۔ لیکن خدا کے نزدیک شریف اور اکرم وہ ہے جو

پرہیزگار اور خدا کا تقویٰ اختیار کرنے والا ہے، خدا ہی جاننے والا ہے اور خبر رکھنے والا ہے اللہ تعالیٰ نے اور اس کے رسول نے شراب کی خرید و فروخت حرام کر دی ہے۔

خطبہ کے بعد آپ نے ان تمام مخالفین کے لئے جنہوں نے آپؐ کو اور آپ کے صحابہؓ کو تکالیف دیں حتیٰ کہ وطن سے نکالا تھا عام معافی کا اعلان، ان الفاظ میں فرمایا کہ

لا تثریب علیکم الیوم اذھبوا انتم الطلقاء۔

آج تم پر کوئی پکڑ دھکڑ نہیں جاؤ تم سب آزاد ہو ۔۔۔ نماز کا وقت آیا۔ حضرت بلالؓ نے کعبہ کی چھت پر چڑھ کر اذان دی۔ اور پھر حضورؐ مقام صفا میں ایک بلند مقام پر تشریف فرما ہوئے۔ لوگ جوق در جوق آئے اور حضورؐ کے دست مبارک پر بیعت کر کے اسلام میں داخل ہوئے اور تمام مکہ مسلمان ہو گیا۔ اور وہ قوم جن کے چال چلن کی یہ صورت تھی کہ ؎

چلن ان کے جتنے تھے سب وحشیانہ
ہر اک لوٹ اور مار میں تھا یگانہ
فسادوں سے کٹتا تھا ان کا زمانہ
نہ تھا کوئی قانون کا تازیانہ
وہ تھے قتل و غارت میں چالاک ایسے
درندے ہوں جنگل میں بے باک جیسے
نہ ٹلتے تھے ہرگز جو اڑ بیٹھتے تھے
سلجھتے نہ تھے جب جھگڑ بیٹھتے تھے
جو دو شخص آپس میں لڑ بیٹھتے تھے
تو صدہا قبیلے بگڑ بیٹھتے تھے

اس چال و چلن کی قوم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں آ کر خدائے واحد کے آگے سر بسجود ہونے لگی۔ فساد، لوٹ مار کو چھوڑ کر باہم بھائی بھائی بن کر رہنے لگے۔ اور نہ صرف خود توحید اور اخوت پر قائم ہو گئے بلکہ دوسروں کو بھی توحید اور اخوت اور مساوات کا سبق پڑھایا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس پیدا کردہ انقلاب کے بارہ میں ایک غیر مسلم دوست، سادھو ٹی ایل دسوانی لکھتے ہیں:۔

" جب میں اس مہینہ میں جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد میں مقدس مہینہ مانا جاتا ہے، حضرت موصوف کے حالات پر غور کرتا ہوں تو مجھے اس انسان کی زبردست کشش پر حیرت ہوتی ہے۔ ایک غیر منظم۔ پست اخلاق شرابی قوم کے درمیان جو پتھر دل اور محسوسات کی پوجا کرتی تھی۔ یہ انسان (حضرت محمدؐ) قتل کی دھمکیوں کے مقابلہ میں قریباً تن تنہا دلیری اور جرأت کے ساتھ للکارتا ہوا نظر آتا ہے۔ وہ کونسی چیز ہے جو ایسے امن لڑائی میں ایک بہادر کی طرح ڈٹا رہنے کی طاقت دیتی ہے۔ اور یہ لوگ اس کی باتیں سنتے ہیں۔ اس کے لفظوں میں جادو کہاں سے آ گیا وہ غلاموں کو آزاد کراتا ہے۔ اور نیچ ذاتوں کو اعلیٰ طبقہ کے ہم پلہ سمجھتا ہے۔ ....

حضرت محمدؐ میں مستقل روکاوٹوں کو خس و خاشاک کی طرح بہا لے جانے کی طاقت کہاں سے آ گئی۔ ....

قدیم روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت محمدؐ نے حکم دیا کہ فوراً ہم کی شراب ترک کر دی جائے اور لوگوں نے مدینے کی گلیوں میں مٹکے کے مٹکے پھینک اور توڑ دیئے۔ حضرت محمدؐ کو اہل وطن پر قابو کہاں سے حاصل ہوا۔ عرب غیر منظم تھے۔ حضرت محمدؐ نے ان کو ایک قوم بنایا۔ وہ نیم وحشی حالت میں تھے حضرت محمدؐ نے ان کو ابھارا۔ اور وحشت سے نجات دی۔ اور اقوام عالم میں ان کو زبردست اور بڑی قوم بنا دیا۔ ملک عرب تہذیب کا راہنما۔ صحرائے عرب تمدن کا مشعل بردار ہوا۔ اور عربی تمدن نے ایشیا اور یورپ میں ایک جدید دور ترقی اور جدید انسانیت کو نشوونما دی۔ اے محمدؐ میں جو رشیوں کا ایک ادنیٰ خادم ہوں، تجھے خدا کا سچا رسول مانتا ہوا بڑے ادب و انکسار سے تیرے آگے اپنی گردن خم کرتا ہوں تیری یہ عظیم الشان کشش خدائے لایزال کی دین تھی اور آئندہ زمانہ میں بھی ایک لافانی تاریخی ہستی کی حیثیت سے تجھے پر نام کیا جاتا رہے گا۔"

(بحوالہ ریویو آف ریلیجنز فروری ۱۹۳۲ء)

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اخوت کا جو درس دیا، اس کی بابت ہندوستان کی مشہور لیڈر مسز سروجنی نائیڈو لکھتی ہیں:۔

" اسلام وہ پہلا مذہب ہے جس نے جمہوریت کا درس بھی دیا اور اس پر عمل بھی کیا جب منارۂ مسجد سے آواز گونجتی ہے اور پرستاران حق مسجد میں جمع ہوتے ہیں تو ان میں پانچ بار جمہوریت اسلام اپنی عملی صورت میں جلوہ آرا نظر آتی ہے۔ شاہ و دہقان دوش بدوش سر بسجود ہوتے اور پکار پکار کر اللہ اکبر کہتے ہیں۔ میں اسلام کی اس ناقابل تقسیم وحدت و یگانگت سے بارہا متاثر ہوئی ہوں۔ وہ وحدت جو واقعی انسان کو بھائی بھائی بنا دیتی ہے۔"

(از رسالہ دی گریٹ ہیومنٹ)

اس مبارک مہینہ میں جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسے عظیم الشان انسان کی ولادت ہوئی۔ حضورؐ کی سیرت کے اُن پہلوؤں پر جن کے بارہ میں غیر مسلموں نے بھی شہادت دی ہے۔ مسلمانوں کو غور کرنا چاہیئے اور اس پر چلنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اور انہیں فکر کرنا چاہیئے کہ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھتے ہوئے اور آپؐ کی غلامی کا دم بھرتے ہوئے، توحید کے اس مقام پر وہ قائم ہیں جس مقام پر حضورؐ اور آپ کے صحابہ تھے۔ اور کیا اُن کے اندر وہی وحدت اور یگانگت ہے جو انسان کو بھائی بھائی بنا دیتی ہے۔ کیا اُن کے اندر وہی تقویٰ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ میں تھا۔ یہ تقویٰ ہی تھا جس کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کامیاب و کامران ہوئے۔ چنانچہ ایک فرانسیسی مستشرق موسیو برتھلمی سانت ہیلیار اسکی گواہی دیتے ہوئے لکھتا ہے:۔

" محمدؐ زکاوت کے انتہائی درجہ پر پہنچے ہوئے تھے۔ تقویٰ اور دین کے لحاظ سے کوئی آپ کا ہم پلہ نہ تھا نہایت کشادہ دل تھے۔ دشمنوں سے نہایت نرمی سے پیش آتے تھے۔ جس عظیم الشان کام کی آپ نے بنیاد رکھی۔ اس کا قیام محض اسی وجہ سے ممکن ہوا کہ اس کا بانی ایک ایسا شخص تھا جو اپنے ہم عصر لوگوں سے ہر لحاظ سے بڑھا ہوا تھا اور دین جس کی طرف آپ بلاتے تھے، ان قوموں کے لئے جو اس میں داخل ہوں انتہائی خیر و برکت کا موجب ہوا۔"

(بحوالہ محمد النبی العرب مصنفہ محمد ابو النصر)

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ ہم سب کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک تعلیم اور آپ کے پاک نمونے پر چلنے کی توفیق دے۔ کیونکہ حضورؐ نے ہمارے لئے بہترین نمونہ چھوڑا ہے۔ اور انسانیت کے کمالات کے حصول کے لئے بہترین تعلیم دی ہے۔

اللّٰھم صلّ علیٰ محمّدٍ وّ علیٰ اٰلِ محمّدٍ وّ بارِک وَ سلّم انّک حمیدٌ مّجید

اظہار تشکر اور درخواست دعا

محض خدا تعالیٰ کے فضل اور اس کے احسان سے میرے لڑکے سید محمود احمد سلمہٗ کو Saint Stephens College. Delhi کے Post graduates طلباء میں Best all rounder Award ملا ہے۔ انہیں یہ ایوارڈ Under graduates میں بھی ملا تھا۔ اس کے علاوہ انہیں امسال کالج سے ایک اور ایوارڈ "Loyalty to the College, Gentle and Courteous behaviour and Sustained hard work." (کالج سے وفاداری، شریفانہ اور مؤدبانہ رویّہ اور مسلسل سخت محنت) کے لئے بھی ملا ہے۔ الحمد للہ

عزیز محمود احمد کا ایم۔ اے کا اور ان کے چھوٹے بھائی سید طارق احمد کا بی۔ اے آنرز کے یونیورسٹی امتحانات دہلی میں اگلے ماہ کے اوائل میں شروع ہو رہے ہیں۔ دونوں کی نمایاں کامیابی کے لئے خصوصی دُعاؤں کی درخواست ہے

خاکسار: سید فضل احمد (ایڈیشنل آئی۔ جی بہار پولیس سروس پٹنہ)

درخواست ہائے دعا

(۱) مکرم حوالدار محمد ابراہیم صاحب پٹھانہ تیر پونچھ نے اپنا وعدہ جوبلی فنڈ -/۱۵۰ روپے ادا کر دیا ہے۔ وہ بیمار اور کمزور ہیں اُن کے لئے احباب سے دُعا کی درخواست ہے۔

ناظر بیت المال آمد قادیان

(۲) برادرم محمد یوسف غوری اسلم ابن مکرم محمد احمد صاحب غوری (سکندرآباد ملکی حیدرآباد) اطلاع دیتے ہیں کہ ہمشیرہ بشریٰ نسرین کا ۱۵ اپریل سے بی۔ اے کا امتحان شروع ہو رہا ہے نمایاں کامیابی کے لئے نیز گھر میں انہوں نے کشیدہ کاری کا کام شروع کیا ہے اس میں ترقی کے لئے اور اپنی اعلیٰ کامیابی کے لئے بھی درویشان کرام اور احباب جماعت سے دُعا کی درخواست کرتے ہیں۔ ہمشیرہ بشریٰ نسرین نے درویش فنڈ میں -/۲ روپے اور اعانت بدر میں -/۱۰ روپے ادا کئے ہیں جزاھا اللہ احسن الجزاء۔ خاکسار: محمد انعام غوری مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان

حضرت امام مہدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارات

مقام او مبیں از راہِ تحقیر ——— بدورانش رسولاں ناز کردند

از مکرم مولوی حکیم محمد دین صاحب مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان

بشارت کی عظمت و اہمیت

۱۴۰۰ سالہ تاریخ اسلام اس بات پر شاہد ناطق ہے کہ ہر دور کا مسلمان مہدی علیہ السّلام کی عظیم الشان بشارت سے بخوبی باخبر رہا ہے اس عظیم الشان بشارت کا اس قدر اہتمامِ تبلیغ اس کی امتیازی حیثیت کو آشکار کرتا ہے۔

قرآن شریف میں اس بشارت کا ذکر

یوں تو قرآن مجید میں متعدد آیات میں اس خصوص میں واضح اشارات ہیں۔ لیکن خاکسار صرف ایک دو آیات پر اکتفا کریگا۔ قرآن مجید میں سورہ والیل کی آیت والیل اذا یغشیٰ، والنھار اذا تجلّی اس بات پر روشن دلیل ہے کہ اسلام کے آفتاب عالمتاب کے اپنی روشنی کمال تک پہنچانے کے بعد اسلام پر رات طاری ہوگی اور خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ میں رات کو گواہ کے طور پر پیش کرتا ہوں۔ جبکہ وہ دنیا میں پوری طرح چھا جائیگی۔ والنھار اذا تجلّی یعنی اس تاریکی کے دور کے بعد میں گواہ کے طور پر دن کو پیش کرتا ہوں۔ یعنی اس دوسرے دور کو دور نہار ظاہر کیا ہے۔ پھر فرماتا ہے۔ ان علینا للھدیٰ وانّ لنا للاٰخرۃ والاولیٰ یعنی ہدایت دینا ہمارا ذمّہ ہے۔ اس لئے گو ہدایت کے دور کے بعد تاریکی کا دور بھی آئے گا۔ مگر پھر اس کے بعد پھر دوسری بار ہدایت کا دور بھی آئے گا۔ یہی دوبارہ آمد ہے۔ جس کا ذکر سورہ جمعہ میں بھی ہے جس کے بارہ میں حضرت نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے واٰخرین منھم لمّا یلحقوا بھم کی تشریح سنکے بعد بعض صحابہؓ نے حضور سے دریافت کیا تھا کہ کیا حضور ہی دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے جس پر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی صراحت فرمادی کہ یہ پیشگوئی دنیا میں ایمان اُٹھ جانے کے بعد ایک فارسی الاصل وجود سے پوری ہوگی۔

اسی طرح قرآن مجید میں آیا ہے۔

ھُوَ الّذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہٗ علی الدّین کلّہ ولو کرہ المشرکون۔

(سورۃ الصّف)

یعنی خدا وہ ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ بھیجا تاکہ وہ رسول اس دین کو تمام ادیان پر غالب کردے چنانچہ اس آیت کے بارہ میں مفسر قرآن علامہ ابن جریر نے لکھا ہے۔ ہذا عند خروج المہدی۔

کہ اسلام کا تمام ادیان پر غلبہ حضرت امام مہدی کے زمانہ میں ہوگا۔ اس آیت کے متعلق شیعہ حضرات کی حدیث کی کتاب بحار الانوار میں لکھا ہے نزلت فی القائم من اٰلِ محمد کہ یہ آیت اٰلِ محمد کے القائم یعنی امام مہدی کے بارہ میں ہے۔

پھر اسی کتاب بحار الانوار جلد ۱۳ صفحہ ۱۷۰ میں ایک حدیث نبویؐ وارد ہے۔

"یقیم الناس علی ملتی وشریعتی ویدعوھم الیٰ کتاب اللّٰہ عزّ وجلّ من اطاعہٗ اطاعنی ومن عصاہ عصانی"

یعنی امام مہدی لوگوں کو میری ملّت اور شریعت پر قائم کریگا اور اس کتاب اللہ کی طرف دعوت دیگا۔ اور جو اُس کی اطاعت کریگا۔ وہ گویا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کریگا۔ جو مہدی کی نافرمانی کریگا۔ وہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کریگا۔

مہدی اور مسیح ایک شخص ہے

اس بارہ میں بخاری شریف کی ایک حدیث میں ابن مریم کو اماممکم منکم کہا گیا ہے یعنی وہ تمہارا امام ہوگا اور تم میں سے ہوگا۔ امام مسلم کی روایت میں فامّکم منکم کے الفاظ ہیں۔

مسند احمد بن حنبل جلد ۲ صفحہ ۴۱۱ میں جو حدیث بروایت حضرت ابوہریرہؓ بیان ہوئی ہے۔ اس میں صاف الفاظ میں موعود عیسیٰ ابن مریم کو امام مہدی قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ حدیث ہذا کے الفاظ یہ ہیں۔

"یُوْشِکُ مَنْ عَاشَ مِنْکُمْ اَنْ یَّلْقٰی عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ اِمَامًا مَّھْدِیًّا حَکَمًا عَدْلًا"

یعنی قریب ہے کہ تم میں سے جو زندہ ہو عیسیٰ ابن مریم سے ملاقات کرے اس کے امام مہدی حکم وعدل ہونے کی حالت میں اس حدیث کے الفاظ اس بات پر روشن دلیل ہیں کہ مہدی اور مسیح ایک ہی شخص ہے۔

ابن ماجہ کی روایت میں ولا المہدی الّا عیسیٰ ابن مریم یعنی کوئی مہدی نہیں سوائے عیسیٰ ابن مریم کے۔

(ابن ماجہ باب شدۃ الزمان و کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۸۶)

آنحضرتؐ کی مہدیؑ کے بارہ میں عظیم الشان پیشگوئی

حضورؐ فرماتے ہیں:۔

"اِنّ لمھدینا اٰیتین لم تکونا منذ خلق السّمٰوٰت والارض تنخسف القمر لاوّل لیلۃ من رمضان و تنکسف الشمس فی النصف منہ ولم تکونا منذ خلق السّمٰوٰت والارض" (دار قطنی جلد اوّل صفحہ ۱۸۸ مؤلفہ حضرت علی بن عمر بن احمد الدار قطنی مطبوعہ مطبع انصاری)

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی کہ اُمتِ مسلمہ میں بہت سے جھوٹے دعویدار کھڑے ہوں گے۔ جو یہ دعویٰ کریں گے کہ وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق مہدی ہیں۔ حالانکہ وہ مہدی نہ ہونگے۔ مہدویت کا حقیقی اور واقعی دعویدار وہ ہوگا۔ جس کی صداقت پر آسمان دو چمکتے ہوئے نشان ظاہر کریگا۔ یعنی چاند اور سورج اُس کی سچائی کی شہادت وقت مقررہ پر پیش کریں گے۔ وہ اس طرح کہ رمضان کے مہینہ میں چاند گرہن کی راتوں میں سے پہلی رات یعنی ۱۳ رمضان کو چاند گرہن ہوگا اور اُسی رمضان میں سورج گرہن کے دنوں میں سے درمیانی دن یعنی ۲۸ رمضان کو سورج گرہن ہوگا۔ چنانچہ ان سب شرائط کے ایک جگہ اکٹھے ہوجانے سے یہ گرہن ایک خاص نشان قرار دیا گیا تھا جیسا کہ مندرجہ بالا حدیث میں ہے کہ ہمارے مہدی کی یہ علامت ہوگی کہ اُس کے زمانہ میں رمضان کے مہینہ میں چاند کو اُس کی گرہن کی تاریخوں میں سے پہلی تاریخ میں گرہن لگے گا۔ اور اُسی مہینہ کے آخر میں سورج کو اُس کے گرہن کی تاریخوں میں سے درمیانی تاریخ کو گرہن لگے گا۔"

گو گرہن اپنی ذات میں کوئی خصوصیت نہیں رکھتا۔ کیونکہ گرہن ہمیشہ سے لگتے ہی آئے ہیں۔ لیکن اس گرہن کو یہ خصوصیت حاصل تھی کہ اس کے متعلق معیّن تاریخیں بتادی گئی تھیں۔ جیسا کہ اوپر وضاحت کی جاچکی ہے۔ گویا اس نشان کے لئے مندرجہ ذیل شرائط ضروری قرار دی گئیں۔

(اوّل) ایک مدعی مہدویت پہلے سے موجود ہو۔ (۲) رمضان کا مہینہ ہو۔ (۳)۔ اس مہینہ کی تیرھویں (۱۳) تاریخ کو (کیونکہ چاند کے گرہن کے لئے یہی پہلی تاریخ ہے) چاند کو گرہن لگے گا۔ (۴)۔ اُسی مہینہ یعنی اُسی رمضان کی اٹھائیسویں (۲۸) تاریخ کو (کیونکہ سورج گرہن کے لئے یہی درمیانی تاریخ ہے) سورج کو گرہن لگے گا۔ ان شرائط کے ساتھ یہ ایک عظیم الشان نشان قرار دیا گیا ہے۔

حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ کے حق میں اس پیشگوئی کا پورا ہونا

حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ جو اس نشان کے ظہور سے کئی سال پیشتر دعویٰ ماموریت فرماچکے تھے۔ جب آپ سے لوگوں نے پوچھا کہ یہ نشان آپ کی تائید کے لئے کیوں ظاہر نہیں ہوا۔ تو حضورؑ نے فرمایا کہ اگر میں خدا تعالےٰ کی نگاہ میں وہی مہدی ہوں جس کے لئے اس نشان کا وعدہ ہے تو ضرور یہ نشان میری تصدیق کے لئے ظاہر ہوگا۔ چنانچہ ان تمام مندرجہ بالا شرائط کے ساتھ ۱۸۹۴ء کے رمضان میں یہ نشان ظاہر ہوا۔ اور حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ یعنی حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السّلام نے تحدی کے ساتھ اس نشان کو اپنے دعویٰ مسیحیت و مہدویت کے ثبوت میں پیش کیا کہ ان چار شرائط کے ساتھ یہ نشان اس سے پہلے کبھی ظاہر نہیں ہوا اور آپؑ نے اپنے مخالفوں کو چیلنج دیا کہ اگر ایسا نشان پہلے کبھی ظاہر ہوا ہے تو اُس کی مثال پیش کرو۔ مگر کوئی شخص اس کی مثال پیش نہ کرسکا۔ پھر لطف یہ کہ قرآن شریف نے بھی اشارہ کیا ہے کہ آخری زمانہ میں چاند اور سورج کو خاص حالت میں گرہن لگے گا۔

(ملاحظہ ہو سورۃ القیامۃ رکوع ۱)

اور انجیل میں بھی حضرت مسیح ناصری علیہ السّلام اپنی دوسری آمد کا ذکر کرتے ہوئے اس نشان کو پیش کرتے ہیں کہ اس وقت چاند اور سورج تاریک ہو جائیں گے۔

(متی باب ۲۴)

الغرض جیسا کہ تمام بزرگانِ اُمت کی تعیین تھی کہ حضرت امام مہدی علیہ السّلام کا ظہور چودھویں صدی میں ہوگا۔ اور زبانِ خلق بھی نقارۂ خدا کا کام کر رہی تھی حضرت ولی اللہ شاہ صاحبؒ محدث دہلوی نے تو خدا تعالیٰ سے علم پاکر فرمایا تھا۔

"علمنی ربی جل جلالہ ان القیامۃ قد اقتربت والمھدی تھیّأ للخروج" (تفہیمات الٰہیہ جلد ۲ صفحہ ۱۲۳)

(باقی ملاحظہ کیجئے صفحہ ۱۹ پر)

نظامِ وصیت ـ اور ـ وصیت کرنے والوں کا مقام

از مکرم مولوی عبد الرشید صاحب ضیاء مبلغ سلسلہ حیدرآباد

جب سے یہ کائنات عالم معرضِ وجود میں آئی ہے۔ اور اس میں زندگی کے آثار رونما ہوئے ہیں، اُس وقت سے اس مادرِ گیتی پر مختلف قسم کے ادوار اور نظام آتے اور بدلتے رہے ہیں۔ کچھ تو روحانی نظام ہیں اور کچھ دنیوی نظام، مگر روحانی نظام ایک ایسا بابرکت نظام ہے جس کے اصلی منتظم انبیاء علیہم السلام رہے ہیں اور اس نظام کے چلانے والوں اور ان کی بعثت کا سب سے بڑا کام تزکیہ نفوس ہوتا ہے۔ چونکہ انبیاء علیہم السلام کی آمد کے وقت اہل دنیا کی حالت عملی اور اعتقادی ایسی خراب ہوتی ہے کہ زمین فتنہ و فساد کی آماجگاہ بن جاتی ہے۔ اور ایسے وقت میں اخلاقی قدریں مسخ ہو گئی ہوتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی ذات پر یقین مفقود ہو جاتا ہے۔ اس لئے نبیوں کی آمد ہوتی ہے۔ تاکہ وہ انسانوں کے قلوب میں پاک تبدیلی پیدا کریں اور پاک تبدیلی پیدا کرنے کے بعد ان کے ذریعہ ایک نئی زمین اور نیا آسمان بنایا جاتا ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کی غرض بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے وَيُزَكِّيهِمْ کہ یہ نبی اپنے ماننے والوں کے دلوں کو پاک کرکے ان کی روحانی تربیت فرماتا ہے۔ اور اس روحانی رابطہ کے ذریعہ ان کی کایا پلٹ کر وہ ان کو نئے انسان بناتا ہے۔ چنانچہ عرب کے بادیہ نشین ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ کے نتیجہ میں آسمانِ روحانیت کے ستارے اور قوموں کے ہادی و راہنما بن گئے اور آپ نے فرمایا "اَصْحَابِي كَالنُّجُومِ بِأَيِّهِمُ اقْتَدَيْتُمُ اهْتَدَيْتُمْ" چنانچہ اس روحانی تربیت کے نتیجہ میں انہوں نے اللہ تعالیٰ کے راستہ میں اپنی جان و مال کو قربان کر دیا اور انہیں اس راہ میں کوئی قربانی مشکل معلوم نہیں ہوئی! اور اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ کی رضاء اور جنت کو حاصل کیا چنانچہ فرماتا ہے۔ "إِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَمْوَالَهُمْ وَأَنْفُسَهُمْ بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ"

کہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے ان کی جانیں اور مال خرید لئے ہیں۔ اور اس کے بدلے میں ان کے لئے جنت مقرر کر دی گئی ہے۔ جنت رضائے الٰہی کا وہ مقام ہے جس کے حصول کے بعد انسان کے لئے کسی لغزش کا امکان باقی نہیں رہتا ہے۔ اور اس مقام پر پہنچ کر انسان کے دل میں کسی قسم کا خوف و حزن باقی نہیں رہتا اور ہر قسم کی راحت اور سکون حاصل ہوتا ہے۔ چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تاریخ بتاتی ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہر قسم کی قربانی پیش کی اور اللہ تعالیٰ کے ہر حکم کی تعمیل کی، تو اسکے صلہ میں اللہ تعالیٰ نے بھی انہیں نوازا اور دنیوی ترقیات اور فتوحات کے علاوہ انہیں اپنی خوشنودی کا سرٹیفکیٹ بھی ان الفاظ میں عطا فرمایا کہ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ!

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، سید الاولین والآخرین نے یہ پیشگوئی بھی فرمائی تھی کہ آخری زمانہ میں جب ترور زمانہ کے باعث مسلمانوں کے اندر روحانی مردنی چھا جائے گی اور وہ نام کے مسلمان رہ جائیںگے! تو ان میں نئی روحانی زندگی کے نفخ کیلئے اللہ تعالیٰ ایک مسیحا اور مہدی کو مبعوث فرمائے گا اور وہ ایک بڑی جماعت کو اسلام کی خاطر ہر چیز قربان کرنے کے جذبہ سے سرشار کرے گا۔ اور اس کی جماعت امر بالمعروف کرے گی اور سب لوگوں کو المنکر سے منع کرے گی! اور ہر قسم کے فتنوں کا سدّ باب کرنے والی ہوگی! (مشکوٰۃ المصابیح) اس ضمن میں آپ نے یہ بھی فرمایا "وَيُحَدِّثُهُمْ بِدَرَجَاتِهِمْ فِي الْجَنَّةِ" کہ مسیح موعودؑ اپنے متبعین کو جنت میں درجات بتلائے گا! گویا وہ انہیں جنتی ہونے کی بشارت دے گا! اور جنت میں داخل ہونے کا طریق اور گُر بتائے گا۔

چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کا بنیادی مقصد بھی تزکیۂ نفوس اور صحابہؓ کی مثل جماعت تیار کرنا ہے۔ جو صحابہؓ کے نقش قدم پر چل کر مال و جان کا سودا کرکے جنت کا وارث بن جائیں اور اسلام کی اشاعت کا بیڑا اُٹھائیں اور جان و مال کی قربانی سے آخر تک اس خدمت کو سرانجام دیں۔ چنانچہ جماعت تیار ہو گئی اور سنت انبیاء کے مطابق روحانی پروانے آپ کے گرد جمع ہو گئے! اور آپ علیہ السلام نے دن رات اُن کی روحانی تربیت کی اور آخر اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو اطلاع دی گئی کہ آپ کی وفات قریب ہے، تو آپ نے ایک رسالہ وفات سے اڑھائی سال پہلے "الوصیت" کے نام سے موسوم کرکے اپنی جماعت کو وصیت کرتے ہوئے اپنی آخری امانت ان الفاظ میں اپنی جماعت کو سونپی:۔

"خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا اُن سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے۔" (صفحہ ۹)

اس عظیم مقصد کے حصول کے لئے منشاء الٰہی کے مطابق آپ نے اپنی جماعت کے نیک دل لوگوں کے سامنے قربانی کا ایک معیار پیش فرمایا اور وہ یہ ہے کہ ہر احمدی جہاں محرمات سے پرہیز کرنے والا ہو اور احکام خداوندی کا پابند ہو اور شریعت کی ساری باتوں کو اپنا دستور العمل بنانے والا ہو وہاں وہ اپنی جائیداد اور آمدنی سے کم از کم دسویں حصہ کی وصیت کرے کہ وہ اشاعت اسلام وغیرہ نیک مقاصد میں خرچ ہو اور اسی طرح بہشتی مقبرہ کی بنیاد رکھی گئی اور اس قبرستان کے بارے میں آپ کو بڑی بھاری بشارتیں ہیں۔ چنانچہ آپ نے فرمایا:۔

"نہ صرف خدا نے یہ فرمایا کہ یہ مقبرہ بہشتی ہے بلکہ یہ بھی فرمایا کہ اُنْزِلَ فِيهَا كُلُّ رَحْمَةٍ یعنی ہر ایک قسم کی رحمت اس قبرستان میں اُتاری گئی ہے۔ اور کسی قسم کی رحمت نہیں جو اس قبرستان والوں کو اس سے حصہ نہیں۔" (صفحہ ۲۲)

غرض بہشتی مقبرہ کا قیام الٰہی ارادہ کے تحت عمل میں آیا ہے!

وصیت کا سلسلہ ارادہ الٰہی سے ہے

حضرت اقدس علیہ السلام اپنے "رسالہ الوصیت" کے صفحہ ۱۹ پر فرماتے ہیں:۔

"ایک جگہ مجھے دکھائی گئی اور اس کا نام بہشتی مقبرہ رکھا گیا اور ظاہر کیا گیا کہ یہ اُن برگزیدہ جماعت کے لوگوں کی قبریں ہیں جو بہشتی ہیں۔" (صفحہ ۱۹)

پھر صفحہ ۲۳ پر فرماتے ہیں:۔

"دوسری شرط یہ ہے کہ تمام جماعت میں سے اس قبرستان میں وہی مدفون ہوگا جو یہ وصیت کرے جو اُس کی موت کے بعد دسواں حصہ اُس کے تمام ترکہ کا حسب ہدایت اس سلسلہ کے اشاعت اسلام اور تبلیغ احکام قرآن میں خرچ ہوگا..... اور جائز ہوگا کہ اُن اموال کو بطور تجارت کے ترقی دی جائے" (صفحہ ۲۳)

پھر فرماتے ہیں:۔

"یہ مت خیال کرو کہ یہ صرف دور از قیاس باتیں ہیں بلکہ یہ اُس قادر کا ارادہ ہے جو زمین و آسمان کا بادشاہ ہے" (صفحہ ۲۳)

پھر فرماتے ہیں:۔

"ہر ایک صالح جو اس کی کوئی بھی جائیداد نہیں، اور کوئی مالی خدمت نہیں کر سکتا .... اس قبرستان میں دفن ہو سکتا ہے" (صفحہ ۲۳)

غرض کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ بشارت دی ہے کہ جو احمدی ان کاموں کے لئے چندہ دیا کرتا ہے جن کی سرانجام دہی کیلئے اللہ تعالیٰ نے اس جماعت کو کھڑا کیا ہے وہ انشاء اللہ بہشتی ہوگا اور یہ کہ بہشتی مقبرہ کا جو سلسلہ شروع کیا گیا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے ارادہ سے کیا گیا ہے۔ اور بہشتی مقبرہ کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اس کی زمین کسی کو بہشتی بناتی ہے۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس مقبرہ میں وہی لوگ دفن ہوں گے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق ان اغراض و مقاصد کی تکمیل کے لئے ہر قسم کی قربانیاں پیش کی ہوں گی۔ اور اپنے اعمال کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں بہشتی ٹھہرائے گئے ہوں گے!

وصیت کرنے والوں کا مقام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا تعالیٰ کے منشاء کے مطابق جو نظام وصیت جاری فرمایا اس کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"بلاشبہ اُس نے ارادہ کیا ہے کہ اس انتظام سے منافق اور مومن میں تمیز کرے۔" (صفحہ ۲۳)

چنانچہ آپ علیہ السلام کو یقین تھا کہ جماعت کے مخلص اس آواز پر لبیک کہتے ہوئے خندہ پیشانی سے قبول کریں گے۔ چنانچہ یقین کا اظہار اور وصیت کرنے والوں کے بلند مقام کو بیان کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:۔

"ہم خود محسوس کرتے ہیں کہ جو لوگ اس الٰہی انتظام پر اطلاع پاکر بلاتوقف اس فکر میں پڑتے ہیں کہ دسواں حصہ کل جائیداد کا خدا کی راہ میں دیں

(باقی ملاحظہ کیجئے صفحہ ۲۰ پر)

ایک ایمان افروز نظّارہ!

از مکرم ملک صلاح الدین صاحب ایم اے مؤلف اصحاب احمد قادیان

آریہ سماج کی تحریک پر گزشتہ سال ایک صدی مکمل ہوئی۔ چنانچہ آریہ سماج کی طرف سے مختلف مقامات پر سو سالہ جوبلی منائی جا رہی ہے — ہر سال پنڈت لیکھرام جی کی برسی ۶ مارچ کو قادیان میں منائی جاتی ہے۔ جس میں چند شہریوں کے سوا ڈی اے۔ وی سکول قادیان کے چند سو طلباء وطالبات اور اساتذہ پر مشتمل جلوس نکلتا ہے جو احمدیہ محلہ سے بھی گزرتا ہے۔ اس دفعہ جلوس میں باہر کے مقامات سے طلباء وطالبات اور اساتذہ وغیرہ لائے گئے تھے۔ اور ان کی تعداد گیارہ بارہ سو کے قریب ہو گئی۔

جلوس کے بارے میں آریہ سماجی روز نامہ پرتاپ جالندھر نے اپنی ۷ مارچ کی اشاعت میں یہ خبر دی ہے کہ :-

"آج پنڈت لیکھرام بلیدان سمیلن بڑے جوش وخروش کے ساتھ یہاں شروع ہوا .... آریہ پرتی ندھی سبھا کے منتری شری ویریندر ...... کا پُر جوش سواگت کیا گیا ... پہلا سمیلن (عورتوں کا اجلاس) ہوا .... بعد دو پہر ایک عظیم جلوس شہر کے مختلف بازاروں میں سے نکالا گیا ...... قادیان کے لوگوں کی رائے یہ ہے کہ اتنا بڑا جلوس بہت عرصہ کے بعد قادیان میں نکلا .... لوگوں نے ہر جگہ اس کا سواگت کیا۔ جب یہ جلوس احمدیہ بازار میں سے گزر رہا تھا تو سینکڑوں کی تعداد میں دونوں طرف احمدی کھڑے ہو کر اپنی سوبھاونا کا مظاہرہ کر رہے تھے۔ اور جلوس کا سواگت کر رہے تھے۔"

آریہ سماجی جلوس کے احمدیہ محلہ سے گزرنے کے موقعہ پر ہمارے مرد و زن بوڑھے، جوان اور بچے اس ایمان افروز نظارہ کو دیکھ کر اپنے ایمان تازہ کر رہے تھے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ ایسا نشان ظاہر ہوا۔ کہ یہ لوگ اسے اسّی سال سے بھلائے نہیں بھول سکتے اور ہر سال اس کی یاد تازہ کرتے ہیں سمیلن کے پہلے روز یعنی ۶ مارچ کو اور دوسرے روز ۷ مارچ کو بھی آریہ سماج کے سرکردہ افراد کی ملاقاتیں مکرم مولوی محمد حفیظ صاحب بقاپوری ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ وایڈیٹر بدر اور مکرم مولوی بشیر احمد صاحب دہلوی سابق مبلغ دہلی و کلکتہ سے ہوئیں۔ اور مدرسہ احمدیہ کے واقفین زندگی طلباء کی کیمپ ملاحظہ کرنے کا ان معززین کو موقعہ ملا۔ اور شعبہ نشر واشاعت میں انہوں نے کثیر لٹریچر بشمول تراجم قرآن مجید وغیرہ ملاحظہ فرمائے۔

دفتر مدرسہ احمدیہ میں ہر دو مولوی صاحبان سے آریہ سماج کے سرکردہ افراد کے ساتھ ملاقات کے دوران انہیں کی خواہش پر پنڈت لیکھرام جی کی پیشگوئی پر بھی تبادلہ خیالات ہوا تو آریہ صاحبان کے کہنے پر پنڈت لیکھرام جی کی وہ عبارت اصل کتاب "کلیات آریہ مسافر" سے دکھائی گئی۔

پنڈت لیکھرام جی نے حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق یہ پیشگوئی کی تھی کہ :-

"ہمارا الہام یہ کہتا ہے کہ تین سال کے اندر اندر آپ کا خاتمہ ہو جائیگا اور ذُرّیت سے کوئی باقی نہ رہے گا۔" (تکذیب براہین احمدیہ طبع اوّل صفحہ ۳۰۷ و ۳۱۱ و کلیات آریہ مسافر طبع اوّل صفحہ ۵۰۱)

اس موقعہ پر پنڈت جی کی اپنی تحریرات سے حسب ذیل حوالہ کا بھی مطالعہ مفید رہے گا جس میں کہ پنڈت لیکھرام جی نے حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کے دعاوی اور اپنے عقائد کا مفصل ذکر کر کے لکھا ہے کہ میں مرزا صاحب کی باتوں کو نہیں مانتا اور آخر پر ان الفاظ میں دُعا کی کہ :-

"اے پرمیشر! ہم دونوں میں سچا فیصلہ کر اور جو تیرا ست دھرم ہے اُس کو نہ تلوار سے بلکہ پیار سے مقبولیت اور دلائل کے اظہار سے جاری کر۔ اور مخالف کے دل کو اپنے ست گیان سے پرکاش کر تاکہ جہالت وتعصب و جور وستم کا ناش ہو کیونکہ کاذب صادق کی طرح کبھی تیرے حضور میں عزت نہیں پا سکتا" (کلیات آریہ مسافر۔ طبع اوّل صفحہ ۴۹۴ و خبط احمدیہ طبع اوّل صفحہ ۴۹۴)

بہرحال کافی دیر تک آریہ سماجی لیڈروں اور ہر دو مولوی صاحبان کے درمیان بڑے ہی خوشگوار ماحول میں تبادلہ خیالات ہوا معزز مہمانوں کو انہیں کے اپنے لیڈر کی اپنی عبارت انہیں کی کتاب سے دیکھ کر حیرت بھی ہوئی اور اپنے مذاق کے مطابق اس کی مختلف تاویلات کرتے رہے لیکن اس بات کو بالآخر تسلیم کرتے ہی گئے کہ پنڈت جی کا بلیدان حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی پیشگوئی کے مطابق ہی ہوا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے یہ خبر دی کہ احمدیہ جماعت کو قادیان سے ہجرت کرنا پڑے گی۔ اور یہ پیشگوئی پچاس سال بعد پوری ہوئی۔ اور حضرت مصلح موعود امام جماعت احمدیہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی ان مساعی کو اللہ تعالیٰ نے پورا کر دیا کہ ایک قلیل تعداد جماعت کی، قادیان میں باوجود نامساعد حالات کے توکلاً علی اللہ مقیم رہ کر لوائے احمدیت کو سربلند رکھے۔ چنانچہ بفضلہ تعالیٰ غیر مسلم آبادی کے بحر ذخار میں ایک ننھے سے جزیرہ کی صورت میں احمدیوں کی آبادی قائم ہے۔ جو دن بدن ترقی پذیر ہے۔ مدرسہ احمدیہ قائم ہوا جس میں اب تک قریباً چار درجن مبلغین تیار کئے جا چکے ان کے ذریعہ ایک وسیع جال تبلیغ وارشاد کا پھیلایا جا چکا ہے۔ جس کا اگر ایک سرا کشمیر کے کئی حصوں میں ہے تو دوسرے حصے کیرالہ مدراس، بمبئی، کلکتہ، آندھرا، کرناٹک، یوپی، بہار، اڑیسہ حتیٰ کہ جزائر انڈیمان تک پہنچ چکے ہیں۔ تقسیم ملک کے بعد بھارت میں ایک کروڑ روپے کی خطیر رقم مبلغین کی تیاری، قرآن مجید (انگریزی) اور سینکڑوں کتب اور کتابچوں وغیرہ پر مشتمل لٹریچر کی طباعت وترسیل پر صرف ہو چکا ہے۔ بلکہ اس کی ترسیل امریکہ وغیرہ اکناف عالم تک ہو رہی ہے اور ایک چھاپہ خانہ بیس ہزار روپے سے جالندھر سے خریدا جا چکا ہے جو جلد ہی اپنا کام شروع کر دے گا — اور قادیان کے احباب جہاں خود خدمت دین میں شب وروز بسر کرتے ہیں۔ وہاں اپنے بچوں کو بھی دین کے لئے وقف کرتے ہیں اور ہندوستان کے احباب بھی اور قادیان کے غریب احباب اپنے قلیل گذاروں کا کم و بیش چھٹا یا ساتواں حصہ خدمت دین کے لئے ہر ماہ پیش کرتے ہیں۔ تا اُن کو رضائے الٰہی حاصل ہو۔ اور اس طرح ہندوستان کی جماعت ہائے احمدیہ زائد از تیس لاکھ روپے سالانہ دینی کاموں کے لئے خرچ کرتی ہے اور خدا تعالیٰ کے فضل سے ہر سال اس کی مقدار ترقی پذیر ہے۔

اکناف عالم میں احمدیت جو ترقی کر رہی ہے اس کا علم ہر ایک کو ہے۔ تبلیغی مشنوں کا سلسلہ انڈونیشیا اور جاپان سے ڈنمارک، سویڈن، انگلستان، امریکہ اور ماریشس تک پھیلا ہوا ہے۔ کوئی برّ اعظم اس سے خالی نہیں۔ اس ترقی کا اندازہ جماعت کی مالی قربانی سے بھی ہوتا ہے کہ ہر احمدی اپنی اپنی آمد کے سولھویں سے تیسرے حصہ تک ہر ماہ ادا کرتا ہے جس کی مقدار سالانہ ان میں سوا دو کروڑ روپے تک پہنچ رہی ہے اس کے علاوہ ۱۹۸۹ء میں صد سالہ جوبلی منانے کے لئے مختلف زبانوں میں تراجم قرآن مجید اور دیگر اسلامی لٹریچر شائع کرنے اور مشن ہاؤس ومساجد وغیرہ تعمیر کرنے کے لئے زائد از اڑھائی کروڑ روپیہ کی تحریک حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمائی۔ احباب نے گیارہ کروڑ روپے کے قریب کے وعدے کئے جس میں سے صرف انگلستان کی جماعت کے وعدے دو کروڑ روپے کے ہیں۔ اور شمالی امریکہ اور کینیڈا کی جماعتوں کے وعدے پون کروڑ کے قریب کے ہیں۔

الفضل مورخہ ۱۸ فروری سے معلوم ہوا کہ بمقام سالٹ پانڈ (مغربی افریقہ) میں پچاسویں جلسہ سالانہ میں بیس ہزار افراد نے شرکت کی۔ اور ماہوار چندہ کے علاوہ تین لاکھ روپے اس موقعہ پر بطور چندہ خاص جمع کیا۔

اس دفعہ جلسہ سالانہ ربوہ میں امریکہ، کینیڈا انگلستان، ماریشس وغیرہ ممالک خارجہ سے سوا دو صد مرد و زن نے شرکت کی۔ اور باوجود نامساعد حالات کے سوا لاکھ سے زائد احباب نے جلسہ میں شرکت کی

جماعت احمدیہ کے عالمگیر اثر ونفوذ اور روز بروز بڑھتی ہوئی مقبولیت کے مقابل پھر ذرا اس تحریک پر تقابلی رنگ میں غور فرمائیں جس کے قیام پر گزشتہ سال پوری صدی گزر گئی اور مختلف مقامات پر اب شتابدی بھی منائی جا رہی ہے۔ لیکن اُن کی اندرونی حالت جو بقول وہ انہیں کے اپنے الفاظ میں قابل مطالعہ بھی ہے اور عبرت کا مرقع بھی! مثلاً

(۱) رہتک میں منعقدہ آریہ سماج شتابدی سماروہ میں چیف منسٹر ہریانہ مسٹر گپتا نے کہا کہ :-

"نوّے فیصدی آریہ سماجیوں نے دیش کی آزادی کی لڑائی میں حصہ لیا .... (لیکن) کچھ عرصہ سے آریہ سماج میں رجعت پسند

لوگ شامل ہو گئے ہیں جو اپنے مفاد کے لئے آریہ سماج کی انقلابی پالیسیوں اور پروگراموں میں روکاوٹ پیدا کر رہے ہیں۔"

(ہند سماچار جالندھر ۲۶ مارچ ۱۹۷۶ء صفحہ ۲)

(۲) ہری چند خوشدل ایم اے آریہ پرتی ندھی سبھا سے اپیل کرتے ہوئے ابتداء میں آریہ سماج سے اپنی اُنس کا تفصیلاً ذکر کر کے لکھتے ہیں کہ :-

"کہاں ہیں وہ لوگ جن کے تپ تیاگ اور سیوا نے دن بدن آریہ سماج کی شان و شوکت کو چار چاند لگا دیئے۔ کہاں آج یہ حال کہ قوم کی سیوا کے دعویدار آپس میں ہی لٹھم لٹھا ہو رہے ہیں۔ کہاں وہ دن جب آریہ سماج کے جلسوں میں اتنی حاضری ہوتی کہ تل دھرنے کو جگہ نہیں ملتی تھی۔ کہاں آج کے جلسے جن میں سکولوں کے بچے اور ٹیچر حاضری دکھانے کو بھرتی کئے جاتے ہیں .... میں .... اپیل کرتا ہوں کہ ...... موجودہ کشمکش کا کوئی صحیح حل ڈھونڈ نکالیں .... الزام تراشیوں' ...... شتابدی سمارود منانے' جلسے جلوس اور اخبارات میں اپنے حق میں اور دوسرے کے خلاف پراپیگنڈہ کرنے سے جھگڑا نہ تو کم ہوگا اور نہ ہی ہماری عزت میں اضافہ۔ آریہ سماجی لیڈروں سے درخواست ہے کہ وہ ہوس اقتدار اور دکھاوا چھوڑ کر ...... سیج کو گرہن کرنے ..... کے لئے سدا تیار ہونا چاہیئے۔ اپنے اُن سکولوں اور کالجوں کی حالت سدھارو۔ جہاں پڑھانے والوں کو کئی کئی ماہ تنخواہیں نہیں ملتیں۔"

(ہند سماچار جالندھر ۲ مارچ صفحہ ۳)

ان حالات میں کیسے دیکھئے کہ آریہ سماج کے زوال پذیر ہو جانے کے بارہ میں حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے ۱۹۰۳ء میں جو زبردست پیشگوئی کی تھی وہ حرف بحرف پوری ہو رہی ہے اور اس کی حقیقت کو خود آریہ سماجی حضرات کے الفاظ میں پڑھ کر احمدیوں کے ایمانوں میں کہیں زیادہ اضافہ ہوتا ہے۔

خدا کا شکر ہے کہ جماعت احمدیہ اپنی ۸۷ سالہ عمر میں بین الاقوامی حیثیت اختیار کر چکی ہے اور تعداد کے لحاظ سے دُنیا میں احمدیہ جماعت کی تعداد ایک کروڑ تک پہنچ چکی ہے۔ اور ہر براعظم میں نہایت فعال مراکز پورے جوش و خروش سے مصروف اعلائے کلمۃ اللہ ہیں۔

ہمارے احباب شکر خداوند تعالیٰ بجالاتے ہیں کہ ان کے ایمانوں میں اضافہ کے سامان سامان بہم ہوتے ہیں اور دست بدعا ہوتے ہیں کہ ان کو مقبول خدمات سلسلہ کی توفیق ملتی رہے۔

اعلانِ نکاح

مورخہ ۲۹ فروری ۱۹۷۶ء کو مکرم مولوی محمد عمر صاحب فاضل مبلغ انچارج تامل ناڈو نے مکرم سلیم احمد صاحب ابن مکرم میران محی الدین صاحب مرحوم (ساتان کلم۔ تامل ناڈو) کے نکاح کا اعلان ہمراہ مکرمہ سمیرہ بی بی صاحبہ بنت مکرم علی کنجو صاحب (کرونا گپلی) بعوض مبلغ تین ہزار روپے حق مہر' فرمایا۔

تقریب کے موقعہ پر احمدی احباب کے علاوہ تین صد کے قریب غیر احمدی اور غیر مسلم مدعوین نے شرکت کی۔ مکرم مولوی صاحب نے نہایت مؤثر انداز میں اسلامی نقطۂ نگاہ سے نکاح کے فلسفہ پر روشنی ڈالی۔

احباب جماعت کی خدمت میں درخواست ہے کہ دُعا فرمائیں اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے موجب راحت اور مثمر ثمرات حسنہ کا باعث بنائے۔ آمین۔

مکرم علی کنجو صاحب نے اس خوشی میں شکرانہ فنڈ میں ۵/ روپے اور اعانت بدر میں ۵/ روپے ادا کئے ہیں۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ خاکسار: ظہار کنجو۔ صدر جماعت احمدیہ کرونا گپلی

درخواست ہائے دُعا

(۱) مکرم سیٹھ یوسف احمد الہ دین صاحب آف سکندر آباد بیمار ہیں۔ صحت بہت کمزور ہو گئی ہے تمام احباب جماعت سے محترم سیٹھ صاحب موصوف کی شفاء کاملہ و عاجلہ اور صحت و تندرستی کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔ خاکسار : مرزا وسیم احمد قادیان

(۲) خاکسار اپنی دینی و دنیوی ترقیات اور پریشانیوں کے ازالہ کے لئے احباب جماعت کی خدمت میں دُعا کی درخواست کرتا ہے۔ خاکسار : نذیر احمد تیماپوری

حضرت مہدی علیہ السلام کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت

(بقیہ صفحہ ۱۳)

کہ میرے رب جل جلالہ' نے مجھے بتایا ہے کہ قیامت قریب آ گئی ہے اور مہدی نکلنے کے قریب ہے۔

خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس عظیم الشان بشارت کو روز روشن کی طرح اس زمانہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود کے وجود باجود میں پورا کر دکھایا۔ فالحمد للہ علیٰ ذٰلک

اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعہ وہ پاک جماعت تیار کروادی جو "وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ" کی مصداق ہے۔ اور چار دانگ عالم میں اسلام کا ڈنکا بجا رہی ہے۔ اور اب خدا تعالیٰ کے فضل سے قدرت ثانیہ کے تیسرے مظہر کا دور ہے۔ اور حضرت مہدی علیہ السلام کی بعثت کے ساتھ جو غلبۂ اسلام مقدر ہے اس کے ظہور کی بشارت سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ مسلسل جماعت کو دے رہے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہمارے دل اس یقین سے پُر ہیں کہ اگلی صدی انشاء العزیز غلبۂ اسلام کی صدی ہوگی۔

حضرت مہدی علیہ السلام کی جماعت کے ساتھ خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت بین الاقوام روز بفضلہ اضافہ ہے۔ بقول حضرت مسیح موعود علیہ السلام ؎

ظہور عون و نصرت دمبدم ہے
حسد سے دشمنوں کی پشت خم ہے

ایک جہان نے اس عظیم الشان مہدی کی سر توڑ مخالفت کی۔ مگر الٰہی سلسلے مخالفتوں سے ہمیشہ بڑھا کرتے ہیں۔ اور مخالفین کھاد کا کام دیا کرتی ہیں۔ ایسا ہی جماعت احمدیہ کے ساتھ ہو رہا ہے۔ تاہم سنجیدہ طبائع کو نہایت محبت سے ایک نصیحت سنا کر اس مختصر سے مضمون کو ختم کرتا ہوں۔ حضرت مہدی علیہ السلام مخالفین کو مخاطب کر کے نصیحت فرماتے ہیں ؎

خدمت دیں کا تو کھو بیٹھے ہو بغض و کیں میں وقت
اب نہ جائیں ہاتھ سے لوگو یہ پچھتانے کے دن

خدا تعالیٰ ہمارے بھائیوں کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے

وصیّت کا نظام ـــ اور وصیّت کرنے والوں کا مقام

(بقیہ صفحہ ۱۴)

بلکہ اس سے بھی زیادہ اپنا جوش دکھلاتے ہیں وہ اپنی ایمانداری پر مہر لگاتے ہیں۔" (صفحہ ۳۲)

پھر فرماتے ہیں :-

"نیز یہ بھی ثابت کر دیں گے کہ کس طرح انہوں نے میرے حکم کی تعمیل کی۔ خدا کے نزدیک حقیقی مومن وہی ہیں اور اس کے دفتر میں سابقین اولین لکھے جائیں گے۔" (صفحہ ۳۲)

نیز فرمایا :-

"بلکہ تم اشاعت دین کے لئے ایک انجمن کے حوالے اپنا مال کرو گے اور بہشتی زندگی پاؤ گے۔" (صفحہ ۳۲)

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے حضور کے ارشاد کے مطابق نظام وصیت میں شامل ہونے والے احباب خدا تعالیٰ کے فضل سے "بہشتی زندگی" پانے والے "حقیقی مومن" "سابقین اولین" "اپنی ایمانداری" پر مہر لگانے والے اور اعلیٰ درجہ کے مخلص اور راستباز ہیں جن پر ابد تک خدا تعالیٰ کی رحمتیں ہوں گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ

آخر میں سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کی ۱۹۳۲ء کے جلسہ سالانہ پر کی گئی تقریر کا ایک اقتباس درج کیا جاتا ہے جو وصیت کی ضرورت و اہمیت پر تیز روشنی ڈالتا ہے۔ حضورؓ فرماتے ہیں :-

"پس اے دوستو! دُنیا کا نیا نظام دین کو مٹا کر بنایا جا رہا ہے۔ تم تحریک جدید اور وصیت کے ذریعہ سے اس سے بہتر نظام دین کو قائم رکھتے ہوئے تیار کرو۔ مگر جلدی کرو کہ دوڑ میں جو آگے نکل جائے وہ جیتتا ہے۔ تم جلد سے جلد ..... وصیت کرو تاکہ جلد سے جلد نظام نو کی تعمیر ہو۔ وہ مبارک دن آ جائے جب کہ چاروں طرف اسلام اور احمدیت کا جھنڈا لہرانے لگے اس کے ساتھ ہی میں اُن سب دوستوں کو مبارک باد دیتا ہوں جنہیں وصیت کرنے کی توفیق حاصل ہوئی۔ اور میں دُعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کو بھی جو ابھی اس نظام میں شامل نہیں ہوئے توفیق دے کہ وہ بھی اس میں حصہ لے کر دینوی برکات سے مالا مال ہو سکیں۔"

خدا تعالیٰ ہمیں اس امر کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

قادیان میں جلسہ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بابرکت انعقاد

آنحضرت صلعم کی سیرتِ طیبہ کے مختلف درخشندہ پہلوؤں پر علماء سلسلہ کی پُرمغز تقاریر

(رپورٹ مرتبہ محمد انعام غوری)

قادیان ۱۸ امان (مارچ) لوکل انجمن احمدیہ قادیان کے زیر اہتمام آج ٹھیک ۹ بجے مسجد اقصیٰ میں زیر صدارت حضرت مولانا عبد الرحمٰن صاحب فاضل ناظر اعلیٰ و امیر مقامی، جلسہ سیرت النبی کا بابرکت اور روح پرور انعقاد عمل میں آیا۔ جلسہ کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا جو مکرم مولوی عنایت اللہ صاحب منڈاشی نے کی بعدہٗ مکرم مولوی بشیر احمد صاحب خادم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام سے

اسلام سے نہ بھاگو راہِ ہدیٰ یہی ہے ۔ اے سونے والو جاگو شمس الضحیٰ یہی ہے

خوش الحانی سے سنایا۔ ازاں بعد محترم صدر صاحب جلسہ نے افتتاحی تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ اس جلسہ میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کے مختلف پہلوؤں پر مقررین روشنی ڈالیں گے۔ حاضرین درود شریف پڑھتے ہوئے توجہ وانہماک سے تقاریر سماعت فرمائیں۔ اس کے بعد تقاریر کا سلسلہ شروع ہوا۔

حضرت نبی اکرمؐ سارے جہان کیلئے رحمت تھے

سیرت طیبہ کے اس روشن پہلو پر مکرم مولوی بشیر احمد صاحب فاضل دہلوی نے تقریر فرمائی موصوف نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل عربوں کی اخلاقی و روحانی پستی کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ ایسی ضلالت و گمراہی اور روحانی تاریکی کے دور میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلعم کو رحمۃ للعالمین بنا کر مبعوث فرمایا۔ آپ نے شرک کا قلع قمع اور توحید کا بول بالا کیا اور ۳۶۰ بتوں کے پرستش کرنے والوں کو خدائے واحد کا پرستار بنایا۔ اور انکی اخلاقی گراوٹ کا حالی کے اشعار میں نقشہ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ کس طرح اس اجڈ اور گنوار اور ایک دوسرے کے خون کی پیاسی قوم کو اخلاقِ حمیدہ سے متصف کر کے بھائی بھائی بنا دیا۔

فاضل مقرر نے بیان فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر طبقہ اور ہر جنس کے لئے رحمت کا پیغام لے کر آئے تھے۔ آپؐ مردوں کے لئے بھی رحمت تھے۔ عورتوں کے لئے بھی رحمت تھے۔ بچوں کے لئے بھی رحمت تھے۔ حتیٰ کہ حیوانات و نباتات وغیرہ غرضیکہ دنیا کی ہر چیز کے لئے رحمت کا موجب تھے۔

حضرت رسول اکرمؐ دُعاؤں کے آئینہ میں

سیرت طیبہ کے اس درخشندہ پہلو پر مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان نے تقریر فرمائی۔ آپ نے بتایا کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر قول و فعل، ہر عمل و کردار خدا تعالیٰ کی خاطر ہوا کرتا تھا جیسا کہ خود اللہ تعالیٰ نے آپ کو مخاطب کر کے فرمایا۔ قل ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العلمین۔

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا چلنا پھرنا۔ اٹھنا بیٹھنا۔ کھانا پینا غرضیکہ زندگی کے ہر کام کاج میں آپؐ ذکر الٰہی میں مصروف نظر آتے ہیں۔ کوئی ایسا کام نہیں جو دُعا کے بغیر شروع ہوتا ہے۔ اور اس خصوصیت کے لحاظ سے آپؐ کی سیرت طیبہ کا مطالعہ کرنے سے یوں معلوم ہوتا ہے گویا آپؐ مجسم دُعا تھے۔

اس کے بعد فاضل مقرر نے آنحضرت صلعم کی تنہائی کی دعائیں اور ان کا ترجمہ اور سونے اور بیدار ہونے کے وقت کی دعائیں۔ باہر نکلنے اور گھر میں داخل ہونے کی دعائیں۔ مجلس میں بیٹھنے کے وقت کی دُعا نیا چاند دیکھنے کی دُعا اسی طرح کی اور بہت سی دُعائیں اور ان کا ترجمہ حاضرین کو سُنا کر احباب کو توجہ دلائی کہ ہمیں بھی ان دُعاؤں کو حفظ کرنا چاہیئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ پر عمل پیرا ہوتے ہوئے اپنی زندگی کے ہر لمحہ میں خدا تعالیٰ سے ہی استعانت طلب کرنا چاہیئے۔

ازاں بعد مکرم نور الدین صاحب ابن مکرم چوہدری عبد الحق صاحب درویش نے حضرت میر محمد اسحٰق صاحبؓ کا نعتیہ کلام سلام بحضور صلی اللہ علیہ وسلم پڑھ کر سنایا۔

محسن اعظم حضرت رسول اکرمؐ کا احسان عورتوں پر

اس اجلاس کی تیسری تقریر مذکورہ عنوان پر مکرم مولوی حکیم محمد دین صاحب مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان نے فرمائی۔ سب سے پہلے موصوف نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل عربوں کی ناگفتہ بہ حالت خصوصاً عورتوں کے ساتھ جو ان کا سلوک تھا اس کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ ایسے زمانہ میں قرآن کریم کا حکیمانہ کلام نازل ہوا جس نے انکی کایا پلٹ کر رکھ دی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کی اس قدر قدر و منزلت کو قائم فرمایا کہ حضرت عمرؓ نے ایک مرتبہ آنحضرت صلعم سے عرض کیا یا رسول اللہ! اسلام سے قبل ہم اپنی عورتوں پر ہر طرح کا دباؤ ڈالتے تھے کہ اُن کی مجال نہ تھی کہ ہمارے سامنے منہ کھول سکیں۔ لیکن آج تو میری بیوی بھی بول اٹھتی ہے کہ تم ہمیں کیوں ڈانٹتے ہو جبکہ آنحضرت صلعم بھی اپنی ازواج مطہرات سے مشورہ لیتے ہیں۔ دوران تقریر موصوف نے عورتوں کے حقوق کی نگہداشت کے متعلق قرآن کریم کی تعلیم اور آنحضرت صلعم کے ارشادات بیان فرمائے کہ اسلام نے ہی عورت کو ہر میدان میں ترقی کرنے کا موقع عطا کیا ہے۔ جائیداد میں حصہ عطا کیا ہے۔ اور اُن کی جائز آزادی کی پُر زور حمایت کی ہے۔ نیز آپ نے مسئلہ طلاق اور تعداد ازدواج اور پردہ وغیرہ پر مغربی ممالک کے اعتراضات کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ اس کے نتیجہ میں وہ اقوام اخلاقی خرابیوں میں مبتلا ہو گئی ہیں اور ایک تباہ کن معاشرے سے دوچار ہیں اور اب حالات سے مجبور ہو کر اسلام کی اس حسین اور نفع بخش تعلیم کی طرف رجوع کر رہے ہیں۔

آخر میں موصوف نے بتایا کہ اب اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ اس حسین تعلیم کو دوبارہ زندہ فرمایا ہے پس ہمیں چاہیے کہ اس تعلیم پر عمل پیرا ہو کر اپنے گھروں کو جنت کا نمونہ بنائیں۔

بعد ازاں عزیز وحید الدین صاحب ابن مکرم مستری محمد دین صاحب درویش نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نعتیہ کلام

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے

نہایت خوش الحانی سے سنا کر حاضرین کو محظوظ کیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا صبر و استقامت

اس اجلاس کی چوتھی تقریر سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے صبر و استقامت کے موضوع پر مکرم مولوی سلطان احمد صاحب ظفر مبلغ سلسلہ احمدیہ کلکتہ حال مقیم قادیان نے کی۔ آپ نے بتایا کہ دنیا میں جتنے بھی انبیاء آئے سب کی مخالفت کی گئی جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یٰحسرۃ علی العباد ما یاتیھم من رسول الا کانوا بہ یستھزءون۔

اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ساری دُنیا کے ہادی و راہنما بنا کر بھیجا۔ رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا لیکن آپ کی بھی مخالفت کی گئی بلکہ اتنی مخالفت کی گئی اس قدر مصائب و مشکلات کے پہاڑ آپؐ اور آپؐ کی جماعت پر توڑے گئے کہ کل انبیاء پر بھی اتنے مصائب نہ ڈھائے گئے۔ لیکن اسی کے بالمقابل سیدنا حضرت محمد مصطفیٰؐ کا صبر و استقامت آپ کی سیرتِ طیبہ کا ایسا درخشندہ باب ہے جو تاریخ اسلام میں بلکہ دُنیا کی تاریخ میں تا ابد قائم رہے گا۔

موصوف نے اس ضمن میں حضور آنحضرت صلعم اور آپؐ کے صحابہؓ بلال حبشیؓ، صہیب رومیؓ، وغیرہم پر ڈھائے گئے مصائب اور اس کے بالمقابل آپؐ کے صبر و استقامت پر روشنی ڈالی۔ اور بتایا کہ مشرکین مکہ و طائف وغیرہ آنحضرت صلعم کو ساحر، مجنون، مذمم کہہ کر پکارتے اور ذہنی اذیت پہنچانے کی کوشش کرتے لیکن آپؐ فرماتے یہ تو مذمم کو گالیاں دیتے ہیں میرا نام تو خدا نے محمدؐ رکھا ہے۔ اس کے علاوہ بدنی ایذا رسانیوں کی تفصیل بیان کرتے ہوئے موصوف نے آنحضرت صلعم کے کامل صبر و استقامت پر روشنی ڈالی۔ نیز بتایا کہ جب صحابہ کرامؓ نے مخالفین کے مظالم سے تنگ آکر حضور صلعم کی خدمت میں درخواست کی کہ ہمیں مقابلہ کی اجازت دی جائے تو آپؐ نے فرمایا نہیں۔ انی امرت بالعفو فلا تقاتلوھم۔

آخر میں موصوف نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپؑ کی جماعت پر کی جانے والی مخالفتوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بتایا کہ یہ جماعت ابھی صبر و استقامت میں آنحضرت صلعم کا اور آپؐ کے صحابہؓ کا نمونہ پیش کر رہی ہے۔ خدا تعالیٰ ہمیں ہمیشہ ہی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ پر عمل کرتے ہوئے ظلم و ستم کے خلاف پیار و محبت سے لوگوں کے دل جیتنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ان کے بعد مکرم ماسٹر عبد الرحمٰن صاحب (نو مسلم) نے حضرت میر محمد اسحٰق صاحبؓ کے چند دُعائیہ اشعار ترنم کے ساتھ سُنا کر حاضرین کو محظوظ کیا۔

انسان کامل حضرت محمد مصطفیٰؐ کے سفر آخرت

اس مبارک جلسہ کی آخری تقریر مکرم مولوی عنایت اللہ صاحب منڈاشی نے کی۔ مذکورہ عنوان پر روشنی ڈالتے ہوئے موصوف نے بتایا کہ آنحضرت صلعم کی زندگی بچپن سے ہی

نہایت پاکیزہ اور ہر قسم کے عیوب سے منزہ تھی۔ دعویٰ نبوت سے قبل چالیس سال آپ نے مکہ میں گزارے لیکن ایک واقعہ بھی مخالفین کے ہاتھ میں اعتراض کے قابل نہیں چنانچہ اسی پاکیزہ زندگی کو اپنی صداقت کے ثبوت میں پیش کرتے ہوئے قرآن کریم کے الفاظ میں مخالفین کو چیلنج دیتے ہیں کہ

لقد لبثت فیکم عمراً من قبلہ
افلا تعقلون ؟

آپ نے بتایا کہ آنحضرت صلعم کے محبوب مشاغل میں سے مظلوم کی حمایت ومدد کرنا بھی ہے۔ حلف الفضول میں شرکت کرنا اسی جذبے کی عکاسی کرتا ہے بلکہ اس عہد کو نبھانے کی صرف اور صرف آپ ہی کو توفیق ملی۔ جبکہ دوسرے اراکین نے اس عہد کو فراموش کر دیا۔

اسی طرح آپ نے تجارت میں بھی حصّہ لیا اور اس سلسلے میں مختلف علاقوں کا سفر فرمایا۔ لین دین کے معاملات کئے لیکن کسی کو دھوکہ نہیں دیا۔ کسی کی خیانت نہیں کی۔ وعدہ خلافی کبھی نہیں کی لوگوں میں آپ امین کے لقب سے مشہور ہوئے جس نے بھی آپ سے معاملہ کیا آپ کی تعریف میں رطب اللسان ہوا۔ حضرت خدیجہؓ نے بھی اپنا مال آپؐ کو دیکر تجارت کروائی، اور آپ کی امانت و دیانت سے اس قدر متاثر ہوئیں کہ از خود آپؐ سے شادی کی درخواست کی اور اس طرح آپؐ کی شادی حضرت خدیجہؓ سے ہوئی۔ اسی طرح موصوف نے آنحضرت صلعم کے بعض اور نیک مشاغل کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ آنحضورؐ ہر چھوٹے سے چھوٹا اور ہر بڑے سے بڑا کام خواہ گھر میں ہو یا باہر اپنے ہاتھوں سے اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر کرنے میں فخر محسوس کرتے۔ خدا تعالےٰ ہمیں بھی آپ کے اسوۂ حسنہ پر چلنے اور اپنی زندگیوں کو پاکیزہ بنانے کی توفیق عطا فرمائے۔

ازاں بعد عزیز مظفر احمد صاحب ظفر متعلم مدرسہ احمدیہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے عربی قصیدہ فی مدح النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے چند اشعار پڑھ کر سنائے۔

آخر میں محترم صدر صاحب جلسہ نے حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:۔

ہمارے علماء اور عزیزان نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے۔ ان تقاریر اور اس جلسہ کے انعقاد کا مقصد یہ ہے کہ ہم سیرتِ طیبہ کے واقعات کو اپنے ذہنوں میں مستحضر کرکے اور اُن روایتوں کو یاد کرکے اپنی عملی زندگی میں اس اسوۂ حسنہ پر کاربند ہونے کی کوشش کریں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کے متعلق کسی نے حضرت عائشہؓ سے سوال کیا تو آپؓ نے جواب میں فرمایا۔

"کان خلقہ القرآن"

آپؐ کے اخلاق اور آپؐ کی سیرت کا مطالعہ کرنا چاہتے ہو تو قرآن کریم کو پڑھ لو۔ یعنی جو کچھ قرآن کریم میں تعلیم دی گئی اس کی عملی تصویر آپ کی زندگی پیش کرتی ہے۔

صدرِ محترم نے بتایا کہ انبیاء کی ذات کو اللہ تعالےٰ کی ذات پر کامل توکل اور بھروسہ ہوتا ہے۔ اور حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو اس وصف میں بہت ہی نمایاں نظر آتے ہیں چنانچہ توکل علی اللہ کے ضمن میں حضورؐ کی سیرت پر روشنی ڈالتے ہوئے ہجرتِ مدینہ کے موقع پر غار ثور میں دُشمن کے سر پر پہنچ جانے پر لا تحزن إنّ اللہ معنا کہہ کر حضرت ابوبکرؓ کو تسلّی دینے اور جنگ خندق کے موقع پر اکیلے گھوڑے کو ایڑ لگاتے ہوئے

انا النبی لا کذب
انا ابن عبد المطلب

فرماتے ہوئے دشمنوں کی صف میں گھس جانے کا ذکر فرمایا۔

آقا و مطاع محمد مصطفیٰؐ کی اس صفت کے ضمن میں سیرت طیبہ پر روشنی ڈالنے کے بعد صدرِ محترم نے آنحضورؐ کے روحانی فرزندِ جلیل حضرت مہدی علیہ السّلام کے توکل علی اللہ کے بعض ناقابل تردید اور ایمان افروز واقعات بھی حاضرین کو سنائے۔ اور احباب کو تلقین فرمائی کہ جب تک ہم قرآن کریم کی تعلیم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ پر عمل پیرا نہ ہوں حقیقی مسلمان نہیں بن سکتے اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے۔

آخر میں صدرِ محترم نے حاضرین سمیت اجتماعی دُعا فرمائی اور اس طرح یہ مبارک تقریب بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوئی۔

احمدی بچوّں اور بچیوّں کیلئے مرکز قادیان سے

ایک ماہوار رسالہ "المبشّر" کا اجراء

احباب جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کے لئے یہ خبر مسرت کا باعث ہوگی کہ مکرم و محترم ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ کی اجازت سے خاکسار نے ایک ماہنامہ "المبشّر" نام سے مرکز احمدیت قادیان سے شائع کرنے کا پروگرام بنایا ہے جو ۲۲×۳۰/۸ سائز کا ہوگا۔ جماعت کے احباب، خواتین۔ خدّام۔ اطفال۔ ناصرات کی تعلیم، تربیت و اصلاح، علمی ذوق، خدمتِ دین کا شوق، مرکزِ احمدیت سے پختہ تعلق، خلافتِ حقّہ احمدیہ سے گہری وابستگی اِس ماہنامہ کے اجراء کے اغراض و مقاصد ہونگے۔ اور علمی و معلوماتی لحاظ سے بھی یہ رسالہ بہت مفید ثابت ہوگا۔ اِس رسالہ کی تدوین و ترتیب کی نگرانی اُستاذی المکرم مولانا محمد حفیظ صاحب فاضل ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ قادیان و ایڈیٹر ہفت روزہ بدر فرمائیں گے۔

اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے حسبِ ذیل موضوعات پر رسالہ کے صفحات و کالموں میں روشنی ڈالی جایا کرے گی:۔

★ قرآن مجید و احادیث کے انمول موتی ★ بزرگانِ اسلام اور عمائدین سلسلہ احمدیہ کے زرّین اقوال و ارشادات۔ ★ قبولِ اسلام و احمدیت کرنے والوں کے حالات و انٹرویو۔ ★ اہم مذہبی شخصیتوں کا تعارف۔ ★ مذہبی و علمی مضامین۔ ★ دنیائے احمدیت کی خبریں۔ ★ معلوماتی خبریں۔ ★ مختصر ملکی خبریں۔ ★ کھیلوں کی خبریں اور مضامین۔ ★ بزرگانِ سلسلہ کا منظوم کلام اور جماعت کے شعراء کی تازہ نظمیں۔ ★ زمانہ حاضرہ کے سائنسی علوم اور سائنسدانوں کے حالاتِ زندگی۔ ★ قوموں ملکوں قبیلوں کا تعارف۔ ★ سبق آموز کہانیاں۔ ★ علمی دلچسپی۔ ★ قارئین کے بھیجے ہوئے سوالات اور ان کے جوابات۔ ★ دنیا میں رُونما ہونے والے حیران کُن واقعات۔ ★ مستورات و ناصرات کے بھیجے ہوئے کشیدہ کاری کے ڈیزائن اور اُمورِ خانہ داری۔ ★ مفید طبی مشورے و نسخہ جات اور ماہر ڈاکٹروں و اطبّاء کے مضامین۔ ★ لطائف، پہیلیاں اور شگوفے وغیرہ۔

اِن تمام خوبیوں کے باوجود ماہنامہ "المبشّر" کا سالانہ چندہ صرف بارہ (۱۲/-) روپیہ ہوگا۔ اُمید ہے احباب اس ماہنامہ کا پُر خلوص خیر مقدم فرمائیں گے۔ اور اس کے خریدار بن کر جلد اپنے مکمل پتہ جات سے مطلع فرمائیں گے۔ یہ رسالہ ضابطہ کی کارروائی کی تکمیل کے بعد جلد آپ کی خدمت میں پیش کر دیا جائے گا۔ خط و کتابت خاکسار کے پتہ پر کی جائے:۔

خاکسار:۔ مُبشّر احمد خادم ایڈیٹر و منیجر ماہنامہ "المبشّر" قادیان
قادیان ۔ ۱۴۳۵۱۶ ضلع گورداسپور (پنجاب)

یومِ مسیح موعود علیہ السّلام

جماعتیں ۲۳ مارچ ۱۹۷۶ء کو جلسے منعقد کریں

قرآن مجید اور سیدنا حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق آخری زمانہ میں اُمتِ مسلمہ میں ایک مصلح کا ظہور مقدر تھا یہ وجود فنا فی الرسول ہونے کی وجہ سے ظلّی طور پر خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا عکس ہونا تھا۔ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں میں اس مقدس وجود کا نام مسیح اور مہدی بھی فرمایا گیا ہے۔

حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ السّلام حضور کی پیشگوئیوں کے مطابق اس زمانہ میں مسیح موعود اور مہدی معہود کے طور پر ظاہر ہوئے ہیں۔ اور آپ نے سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے باغ کی آبیاری اور اس کی سرسبزی و شادابی کے لئے عظیم الشان کام سر انجام دیا۔ اور اس اہم کام کو جاری رکھنے کے لئے ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء کو جماعت احمدیہ کی بنیاد رکھی۔ اس لئے تمام احمدی جماعتیں ۲۳ مارچ ۱۹۷۶ء کو یوم مسیح موعود منائیں۔ عہدیداران جماعت ہائے احمدیہ بالخصوص سیکرٹریان تبلیغ اس موقع پر جلسوں کا انعقاد کریں اور حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی سیرت، و سوانح حیات اور جماعت احمدیہ کے قیام کے مقاصد کو احباب جماعت کے سامنے وضاحت سے پیش کریں اور رپورٹیں نظارت دعوت و تبلیغ قادیان کو بھجوا کر ممنون فرمائیں۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

ولادت

مورخہ ۲۶ فروری کو عزیز سیٹھ منیر الدین صاحب کو اللہ تعالےٰ نے پہلا بیٹا عطا فرمایا ہے۔ نام "محمد صلاح الدین شکیل" تجویز کیا گیا ہے۔ نومولود محترم الحاج سیٹھ محمد معین الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ حیدرآباد کا پوتا ہے۔ احباب نومولود کے نیک صالح خادم دین ہونے کے لئے درخواست دُعا ہے۔ مندرجہ ذیل مدات میں چندہ دیا گیا۔ اعانت بدر ۵/- شکرانہ فنڈ ۵/- اور صدقہ ۱/-۔ خاکسار۔ عبد الحق فضل، مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ حیدرآباد

تبلیغِ حق کا اہم فریضہ ——— بقیہ اداریہ صفحہ (۲)

بالآخر جب مکّہ میں مسلمانوں کا مزید قیام قطعی ناممکن بنا دیا گیا تو حضورؐ نے صحابہ کرامؓ کو مدینہ کی طرف ہجرت کر جانے کا اشارہ دیا۔ نہ صرف صحابہ ہی بلکہ خود سردارِ دوجہاں بھی جن کی خاطر مکّہ کو آباد کیا گیا جو ساری دُنیا کا مقصود تھے مکّہ کی مقدّس بستی سے مجبوراً نکلنا پڑا۔ ہجرت کی رات بھی عجب تھی۔ جب آپؐ مکّہ کی آبادی سے نکل کر دُور جانے لگے تو آخری بار اس مقدّس بستی کی طرف دیکھ کر رِقّت بھری آواز میں فرمایا:-

"اے مکّہ کی بستی! تُو مجھے بہت پیاری ہے۔ مگر کیا کروں تیرے باشندے مجھے یہاں ٹھہرنے نہیں دیتے —— !!"

ہجرت کی اِس دردناک کیفیت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آپؐ کے رُوحانی فرزندِ جلیل حضرت امام مہدی علیہ السلام اپنے ایک عربی شعر میں فرماتے ہیں ؎

تَذَكَّرْتُ يَوْمًا فِيْهِ أُخْرِجَ سَيِّدِيْ　　فَفَاضَتْ دُمُوْعُ الْعَيْنِ مِنِّيْ بِمُنْتَدِيْ

یعنی جب مجھے وہ وقت یاد آیا جس میں میرے سیّد و مولا نکالے گئے تھے تو میری آنکھوں سے بے اختیار آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی —— !!

افسوس دُشمن نے حق کی آواز کو دبانے کے لئے مدینہ میں بھی آپؐ کا اور آپ کے ماننے والوں کا تعاقب کیا۔ بار بار مدینہ پر لشکر کشی کرتا رہا۔ ایک بار مُنہ کی کھانے کے باوجود پھر دُوسری بار چڑھ آتا۔ لیکن آپؐ ہیں کہ حق کی تبلیغ میں کسی وقت فرق نہیں آنے دے رہے۔ جنگوں کا یہ سلسلہ ہجرت کے بعد چھ سالوں تک برابر جاری رہا۔

بالآخر ۶ ہجری میں صلح حدیبیہ کا معاہدہ طے پانے پر دشمنوں کے حملوں سے قدرے سکون ملا۔ تب آپؐ پُوری یکسوئی سے اپنے اصل مشن تبلیغِ حق کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔ عرب کے آس پاس کے مختلف ممالک کے بادشاہوں کو تبلیغی خطُوط ارسال فرماتے ہیں۔ یہ خطوط قیصرِ روما کے نام۔ کسریٰ شاہِ ایران کے نام۔ مصر کے بادشاہ مقوقس کے نام۔ حبشہ کے بادشاہ نجاشی کے نام۔ اِسی طرح اَور بادشاہوں کے نام ارسال فرمائے۔ ان خطوط کا خاطر خواہ اثر ہُوا۔ بعض تو فوراً ایمان لے آئے۔ بعض نے آپ کے خطُوط کو عزّت و تکریم سے پڑھا۔ اور قدر کی۔ خُدا نے اُن کے ساتھ بھی درگُزر کا سلوک کیا۔ لیکن بعض شوریدہ سر بادشاہوں نے مقدّس مراسلہ کی قدر نہ کی۔ بے حُرمتی سے پیش آئے۔ خُدا نے اُن کی سلطنتوں کو جلد پارہ پارہ کر دیا۔ اور عبرت کا مرقع بن کر رہ گئے —— !!

ہوتے ہوتے جزیرۃ العرب میں دُور دُور تک اسلام کی آواز مؤثر طریق پر پہنچنے لگی۔ لوگ ایمان لانے لگے۔ خود مدینہ میں مسلمانوں کی تعداد دن بدن بڑھتی چلی گئی۔ نومسلموں کی تعلیم و تربیت کا خاطر خواہ انتظام فرمایا۔ سارا دن دین کی تبلیغ اور مسلمانوں کی تعلیم و تربیت کے مشاغل میں گزرتا۔ تو راتوں کو حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم بارگاہِ حق تعالےٰ میں سربسجود ہو کر دُعائیں فرماتے۔ التجائیں کرتے۔ اپنے لئے نہیں، اپنی قوم بلکہ بُھولی بھٹکی ساری دُنیا کی فلاح و بہبُود کے لئے —— ہر دم اسی خیال میں رہتے کہ جیسے بھی ہو خدا کے بندے خُدا کو پہچان لیں۔ اور غیروں سے مُنہ موڑ کر اپنے خالق و مالک کے آستانے پر جُھک جائیں۔

پیغامِ حق پہنچانے میں حضورؐ کا اس قدر انہماک کہ ارشادِ خداوندی :-

يَا أَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ وَإِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ۔

(سُورۃ المائدہ آیت ۶۸)

کا اِس قدر پاس کہ اپنے آرام و راحت کا بھی کچھ خیال نہیں۔ اپنی صحت کا بھی اندیشہ نہیں۔ رات دِن ایک کیا ہُوا ہے۔ فریضۂ تبلیغ کو اِس ذمّہ داری سے ادا کیا کہ خُدائے ذوالمنن بڑے ہی پیار سے ساتھ اپنے بندے کو فرماتا ہے :-

لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ أَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ

یہ ٹھیک ہے کہ بلّغ ما اُنزل الیك من ربّك کے ذریعہ ہم نے تبلیغِ حق کا فریضہ ادا کرنے کا حکم آپؐ کو دیا۔ لیکن اَے میرے بندے! تُو نے بھی کمال ہی کر دیا۔ اس قدر محنت، ذمّہ داری کا اس قدر احساس، ایسی جانفشانی کہ شاید اپنی جان بھی اس راہ میں کھو دے گا —— !!

اللہ! اللہ!! کتنا بڑا اعزاز ہے، کیسا پیارا رب ہے، کس قدر بلیغ انداز میں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے لئے فرض شناسی کا سرٹیفیکیٹ دیا ہے اور ساتھ ہی ایک پیار بھرا مُربیانہ سمجھاوٗ بھی!! کیوں نہ ملتا ایسا بے نظیر سرٹیفیکیٹ؟ اس لئے کہ **محمدؐ**، محمّدؐ تھا صلی اللہ علیہ وسلّم ؎

بَلَغَ الْعُلٰى بِكَمَالِهٖ　　كَشَفَ الدُّجٰى بِجَمَالِهٖ
حَسُنَتْ جَمِيْعُ خِصَالِهٖ　　صَلُّوْا عَلَيْهِ وَآلِهٖ

يَا رَبِّ صَلِّ عَلٰى نَبِيِّكَ دَائِمًا
فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا وَبَعْثٍ ثَانٍ

شادی فنڈ

صدر انجمن احمدیہ قادیان کے بجٹ میں ایک مد "شادی فنڈ" کی قائم ہے جس میں سے درویشوں کے بچوں کی شادیوں کے مواقع پر امداد دی جاتی ہے۔ اس فنڈ کو اس وقت مضبوط کرنے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ خدا کے فضل سے درویشوں کے قریباً دوسو بچے (لڑکے لڑکیاں) اس وقت شادی کے قابل ہیں۔ بعض مخلص احباب نے اس فنڈ میں بہت ہی قابلِ قدر تعاون دیا ہے۔ اللہ تعالےٰ اُن کو جزائے خیر بخشے۔ احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ خوشیوں کے مواقع پر اپنے درویش بھائیوں کے بچوں کی شادیوں کے لئے حسبِ حالات رقوم مد "شادی فنڈ" میں ارسال کرتے رہیں۔

ناظر بیت المال آمد قادیان

اُردو ادب کا احمدیہ دبستان حِصّہ اوّل

جو مجموعۂ مضامین مکرم چودھری فیض احمد صاحب گجراتی ناظر بیت المال آمد قادیان نے نہایت دلچسپ پیرایہ میں تالیف فرمایا ہے۔ قیمت سات رُوپے۔ (۲) تبلیغی اور تعلیمی و تربیتی اغراض کے پیشِ نظر عمدہ کاغذ پر جاذبِ نظر اور دیدہ زیب ڈیزائن میں حضورؑ کے الہامات اور دُعائیہ قطعات باجازت مکرم ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ شائع کرائے گئے ہیں۔ قیمت فی کاپی ۷۵ پیسے۔
(۳) اور حضرت مسیح موعود علیہ السّلام و خلفاء کرام کے فوٹوز علاوہ مسجد مبارک۔ مسجد اقصیٰ۔ منارۃ المسیح اور بہشتی مقبرہ کے فوٹوز بھی طبع کئے گئے ہیں۔ فی فوٹو قیمت ایک روپیہ۔
(۴) نیز سلسلہ کی ہر قسم کی کتب بھی ہم سے طلب فرماویں۔ (ڈاک خرچ بذمہ خریدار ہوگا)

قریشی عبد القادر اعوان۔ اعوان بُک ڈپو قادیان (انڈیا)

سینگوں اور گھاس سے تیار کردہ دل آویز مصنوعات

۱- سینگ اور لکڑی سے تیار کردہ پرندوں اور جانوروں کی دلآویز شکلیں۔
۲- گھاس سے تیار کردہ منارۃ المسیح۔ مسجد اقصیٰ۔ مختلف مناظر۔ دُنیا بھر کی مساجدِ احمدیّہ اور مشن ہاؤسز کی تصاویر جو تبلیغی فوائد رکھتی ہیں۔
۳- عید مُبارک کے کارڈ اور دیگر تصاویر۔

خط و کتابت کا پتہ

THE KERALA HORNS EMPORIUM,
TO 38/1583 MANACAUD,
TRIVANDRUM (Kerala)
PIN.695009.

PHONE NO. 2351
P.B.NO. 128
CABLE :- "CRESCENT"

ہر قسم اور ہر ماڈل

کی موٹر کار۔ موٹر سائیکل۔ سکوٹرس کی خرید و فروخت اور تبادلہ کے لئے آٹو ونگس کی خدمات حاصل فرمائیے !!

آٹو ونگس

AUTOWINGS,
32, SECOND MAIN ROAD,
C.I.T. COLONY.
MADRAS – 600004.　PHONE NO. 76360.

انسانِ کامل صلے اللہ علیہ وسلم

خُدا تعالےٰ کا اعلیٰ اور بے مثال نور !!

ارشاداتِ عالیہ حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ مسیح موعود و مہدیٔ معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام

"۔۔۔ وہ اعلیٰ درجہ کا نُور جو انسان کو دیا گیا۔ یعنی انسانِ کامل کو، وہ ملائک میں نہیں تھا۔ وہ نجوم میں نہیں تھا۔ قمر میں نہیں تھا۔ آفتاب میں بھی نہیں تھا۔ وہ زمین کے سمندروں اور دریاؤں میں بھی نہیں تھا۔ وہ لعل اور یاقوت اور زمرّد اور الماس اور موتی میں بھی نہیں تھا۔ غرض وہ کسی چیز ارضی اور سماوی میں نہیں تھا۔ صرف انسان میں تھا۔ یعنی انسانِ کامل میں جس کا اتم اور اکمل اور اعلیٰ اور ارفع فرد ہمارے سیّد و مولےٰ سیّد الانبیاء سیّد الاحیاء محمّد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلّم ہیں۔ سو وہ نُور اس انسان کو دیا گیا اور حسب مراتب اُس کے تمام ہم رنگوں کو بھی۔ یعنی اُن لوگوں کو بھی جو کسی قدر وہی رنگ رکھتے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔ اور یہ شان اعلیٰ اور اکمل اور اتم طور پر ہمارے سیّد ہمارے مولا ہمارے ہادی نبیٔ اُمّی صادق مصدوق مُحمّد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلّم میں پائی جاتی تھی۔۔۔"

(آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۱۰۷)

"وہ انسان جو سب سے زیادہ کامل اور انسانِ کامل تھا اور کامل نبی تھا۔ اور کامل برکتوں کے ساتھ آیا۔ جس سے رُوحانی بعث اور حشر کی وجہ سے دُنیا کی پہلی قیامت ظاہر ہوئی۔ اور ایک عالَم کا عالَم مرا ہوُا اُس کے آنے سے زندہ ہوگیا۔ وہ مُبارک نبی حضرت خاتم الانبیاء امام الاصفیاء ختم المرسلین فخر النّبیّین جناب محمّد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلّم ہیں۔ اَے پیارے خدا! اس پیارے نبی پر وہ رحمت اور درُود بھیج جو ابتداءِ دُنیا سے تُو نے کسی پر نہ بھیجا ہو۔ اگر یہ عظیم الشّان نبی دُنیا میں نہ آتا تو پھر جس قدر چھوٹے چھوٹے نبی دُنیا میں آئے جیسا کہ یونس اور ایوّب اور مسیح بن مریم اور ملاکی اور یحییٰ اور زکریا وغیرہ وغیرہ۔ ان کی سچائی پر ہمارے پاس کوئی بھی دلیل نہیں تھی۔ اگرچہ سب مقرّب اور وجیہہ اور خُدا تعالےٰ کے پیارے تھے۔ یہ اسی نبی کا احسان ہے کہ یہ لوگ بھی دُنیا میں سچّے سمجھے گئے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔۔۔"

(اتمامِ حُجّت صفحہ ۲۸)

"مجھے سمجھایا گیا ہے کہ تمام رسولوں میں سے کامل تعلیم دینے والا اور اعلیٰ درجہ کی پاک اور پُرحکمت تعلیم دینے والا اور انسانی کمالات کا اپنی زندگی کے ذریعہ سے اعلیٰ نمونہ دِکھانے والا صرف حضرت سیّدنا و مولٰنا محمّد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلّم ہیں۔"

(اربعین حصّہ اوّل صفحہ ۳)

ہفت روزہ بدر قادیان (پن ۱۴۳۵۱۶) مورخہ ۱۸ر مارچ ۱۹۷۶ء رجسٹرڈ نمبر پی/جی ڈی پی - ۳